ماهنامہ
انصار اللہ
ربوہ
دسمبر ۱۹۹۶ء
ایڈیٹر
نصر اللہ خان ناصر

"اللہ اکبر خربت خیبر"
"مضمون بالا رہا"

اسلامی اصول کی فلاسفی کے عربی ترجمہ کا ایک ورق

طرق الإصلاح الثلاثة

وبعثة رسول الله ﷺ عند الضرورة القصوى

أعود الآن إلى كلامي السابق. لقد ذكرتُ آنفاً أن للحالات البشرية ثلاثةَ منابع: هي النفس الأمّارة؛ والنفس اللوّامة؛ والنفس المطمئنة. وكذلك للإصلاح طرق ثلاثة.

والطريق الأول، هو النهوض بالمتوحشين الهمج إلى أدنى درجة الأخلاق، وذلك أن يسلكوا طريق الإنسانية فيما يتعلق بآداب الأكل والشرب والزواج وما شابه ذلك من أمور التمدّن البسيط.. فلا يمشون عراة، ولا يأكلون الميتة كالكلاب، ولا يأتون غير ذلك من أفعال الهمجية.

وهذه أدنى درجة من درجات إصلاح الحالات الطبعية. فلو أُريد مثلا تعليم الآداب الإنسانية لأحد المتوحشين من پورت بلير Port Blair، فيعلَّم أولاً ما هو الأدنى من الخُلق البشرية، والأسهل من الآداب الإنسانية.

والطريق الثاني، هو أنه متى تمكّن أحد من تعلُّم الآداب الإنسانية الظاهرية يُعلَّم ما فوقها من الأخلاق الإنسانية الفاضلة، ويدرَّب على استعمال قواه الكامنة في مواضعها الملائمة.

والطريق الثالث، هو أن هؤلاء المتحلّين بالأخلاق الفاضلة - وهم بعدُ زُهّاد ذوو جفاف روحاني - يجب أن يُسقَوا رحيق المحبة ويُذاقوا لذة الوصال.

هذه هي المدارج الثلاث من الإصلاح التي بيّنها القرآن المجيد، وقد بُعث سيدنا ومولانا محمد ﷺ.. في زمن كان العالم فيه قد فسد وخرب

قرآن شریف معجزہ ہے

سیّدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"..... اعجاز کلام کے کمالات قرآن شریف پر ختم ہو گئے اور آپؐ خاتم النبیّین ٹھہرے اور آپؐ کی کتاب **خاتم الکتب** ٹھہری۔ جس قدر مراتب اور وجوہ اعجاز کلام کے ہو سکتے ہیں۔ ان سب کے اعتبار سے آپؐ کی کتاب انتہائی نقطہ پر پہنچی ہوئی ہے۔ یعنی کیا باعتبار فصاحت و بلاغت۔ کیا باعتبار ترتیب مضامین۔ کیا باعتبار تعلیم۔ کیا باعتبار کمالاتِ تعلیم۔ کیا باعتبار ثمراتِ تعلیم .... قرآن شریف نے کسی خاص امر کی نظیر نہیں مانگی بلکہ عام طور پر نظیر طلب کی ہے۔ یعنی جس پہلو سے چاہو مقابلہ کرو۔ خواہ بلحاظ فصاحت و بلاغت۔ خواہ بلحاظ مطالب و مقاصد۔ خواہ بلحاظ تعلیم۔ خواہ بلحاظ پیشگوئیاں اور غیب کے جو قرآن شریف میں موجود ہیں۔ غرض کسی رنگ میں دیکھو یہ **معجزہ** ہے"

(ملفوظات جلد سوم صـ۳۷)

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

فتح ۱۳۷۵ ہش

دسمبر ۱۹۹۶ء

ایڈیٹر

نصر اللہ خان ناصر

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

اس ماہ کے شمارہ میں

جلد نمبر ۳۷ شمارہ نمبر ۱۲

شرح چندہ

پاکستان ــــــــ ساٹھ روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ ــــــــ ۶ روپے

اداریہ

سیّدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ .... کی

صداقت کا عظیم الشّان نشان

مضمون ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ کے غالب رہنے کی خوشخبری کا ظہور

اللہ تعالیٰ نے سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ..... کی صداقت کیلئے ہزاروں نشانات ظاہر فرمائے۔ اور قدم قدم پر آپکی تائید و نصرت فرمائی۔ آپکو قرآنی حقائق و معارف کے خزائن عطا فرمائے جن سے دین حق کی عظمت و شوکت ثابت ہوئی۔ اسی سلسلہ کا ایک عظیم الشان نشان ۱۸۹۶ء کے جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں ظاہر ہوا جس میں حضرت اقدس کا مضمون ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ سب پر بالا رہا۔ آپ نے اس مذہبی کانفرنس کے محرک جناب سوامی شوگن چندر کی تجویز قبول فرمائی۔ مقررہ پانچ سوالوں کا جواب اس مضمون میں تحریر فرمایا۔ ـــــ حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ..... نے جلسہ اعظم مذاہب کے انعقاد سے بہت پہلے ۲۱، دسمبر ۱۸۹۶ء کو ایک اشتہار طبع کیا اسکی کثرت سے اشاعت کی اور لاہور کے درو دیوار پر بھی نمایاں طور پر چسپاں کروایا۔ یہ اشتہار کیا تھا ایک عظیم الشان خوشخبری تھی جس کا ایک ایک لفظ تائیدات سماویہ کو ظاہر کر رہا تھا۔ اس خوشخبری کے چند نمایاں پہلو یہ تھے۔

● یہ مضمون قرآن شریف کے کمالات و معجزات پر مبنی ہوگا۔ ● اس میں قرآنی حقائق و معارف ہونگے۔ اور آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا کہ درحقیقت یہ خدا کا کلام ہے۔ ● جو اس مضمون کو اوّل سے آخر تک سُنے گا ایک نیا ایمان اس میں پیدا ہوگا۔ اور ایک نیا نور اُس میں چمک اُٹھے گا۔ ● یہ مضمون اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کی جامع تفسیر ہوگا۔ ● یہ تقریر انسانی فضولیوں سے پاک اور لاف و گزاف سے منزّہ ہے۔ ● یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب رہے گا۔ ● اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں اس کو اوّل تا آخر سُنیں گی شرمندہ ہو جائیں گی۔ ● دوسری قومیں ہرگز قادر نہ ہونگی کہ اپنی کتابوں کے یہ کمالات دکھلا سکیں۔ ● اَللّٰہُ اَکْبَرُ خَرِبَتْ خَیْبَرُ۔ میں یہ خبر دی گئی کہ خراب مذاہب کے محل گرا دئے جائیں گے۔ ● قرآنی سچائی روز بروز پھیلتی چلی جائیگی جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرے۔ ● اِنَّ اللّٰہَ مَعَکَ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْمُ اَیْنَمَا قُمْتَ کے مطابق اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت حاصل ہوگی۔ ـــــ اس عظیم الشان مضمون کیلئے حضرت اقدس نے بہت دعا کی اور آپ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے طالب ہوئے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: ـــــ ”مَیں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ وہ مجھے ایسے مضمون کا القاء کرے جو اس مجمع کی تمام تقریروں پر غالب رہے۔ مَیں نے دعا کے بعد دیکھا کہ ایک قوت میرے اندر پھونک دی گئی ہے۔ مَیں نے اس آسمانی قوت کی ایک حرکت اپنے اندر محسوس کی اور میرے دوست جو اس وقت حاضر تھے جانتے ہیں کہ مَیں نے اس مضمون کا کوئی مسوّدہ نہیں لکھا

جو کچھ لکھا صرف قلم برداشتہ لکھا تھا..... جب مَیں مضمون ختم کر چکا تو خدا کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ مضمون بالا رہا۔" (حقیقۃ الوحی رُوحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۹۱) ـــــ حضرت اقدس کا یہ مضمون جب اس مذہبی تاریخی کانفرنس میں پڑھا گیا تو اشتہار میں مندرجہ خوشخبری کے عین مطابق نشانات کا ظہور ہوا۔ آپ کے مضمون کی وجہ سے جلسہ کا ایک دن ۲۹، دسمبر بڑھایا گیا۔ جب ۲۹، دسمبر کا مقررہ وقت بھی ختم ہو گیا تو حاضرین جلسہ اور ماڈریٹر صاحبان کے اصرار پر تقریر کیلئے تا اختتام تقریر وقت دے دیا گیا۔ اسلامیہ ہائی سکول کا ہال بھر گیا۔ بیٹھنے کیلئے جگہ نہ رہی تو لوگ کھڑے ہو کر تقریر سنتے رہے۔ ـــ جلسہ سے قبل اشتہار کی بکثرت اشاعت اور مضمون کے غالب رہنے کا اعلان کوئی معمولی بات نہ تھی۔ ہر مذہب و ملت کی طرف سے حضرت اقدس کی غیر معمولی مخالفت کے تناظر میں دیکھا جائے تو اس مضمون کی شان اور بھی اُبھر کر سامنے آتی ہے۔ ـــ ● جلسہ کیلئے مقررہ پانچوں سوالات کا جواب کوئی کامل مذہب ہی دے سکتا ہے۔ اور مضمون کے غالب آنے کا مطلب یہ تھا کہ دینِ حق کامل اور زندہ مذہب ہے۔ ● مختلف مذاہب کی مخالفت کا نتیجہ یہ تھا کہ کوئی بھی دینِ حق کی برتری قبول کرنے کو تیار نہ تھا۔ غیر تو الگ رہے اپنے ہم مذہب بھی شدید مخالف تھے۔ ان حالات میں خوشخبری کا ظہور بہت بڑا معجزہ تھا۔ ● آپ نے اشتہار میں لکھا کہ مجھے خدائے علیم نے مطلع کیا ہے۔ پس اس مضمون کے غالب رہنے کا مطلب یہ تھا کہ خدا اب بھی بولتا ہے اور مرزا صاحب کا الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ مضمون غالب رہا تو الہام سچا۔ اور جب الہام سچا ٹھہرا تو مرزا صاحب سچے ثابت ہوئے۔ ● اس مضمون کے غالب آنے کا فیصلہ کسی فردِ واحد کے پاس نہ تھا بلکہ عوام النّاس سامعین کے ہاتھ میں تھا اور آٹھ ہزار کے مجمع میں تو آپ کے حامی گنتی کے تھے۔ باقی حاضرین دوسرے مذاہب اور فرقوں کے مخالف تھے۔ اس صورت میں مضمون کا غالب آنا آسمانی تائید و حمایت کو ظاہر کرتا تھا۔ ـــ پس ان توضیحات سے واضح ہے کہ یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی جو اپنے تمام تر نکات کے اثبات سے دینِ حق کی شوکت اور حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ..... کی صداقت و حقانیت کا موجب بنی۔ چنانچہ اس کا اقرار سامعین نے نہ صرف وقت بڑھانے اور صدائے تحسین و آفرین سے کیا بلکہ ہندوستان کے پریس نے مضمون کے غالب رہنے کا اعتراف کیا۔ ــــ چنانچہ اخبار چودھویں صدی کے مطابق "مولوی عبدالکریم صاحب نے لیکچر شروع کیا اور کیسا کیا کہ سامعین لٹو ہو گئے اور فقرہ فقرہ پر صدائے آفرین و تحسین بلند کی" "مرزا صاحب کا لیکچر بحیثیت مجموعی ایک مکمل اور حاوی لیکچر تھا جس میں بے شمار معارف و حقائق اور اسرار کے موتی چمک رہے تھے..... مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت اور دیگر سپیکروں کے لیکچروں میں امتیاز کیلئے اسقدر کہنا کافی ہے۔ کہ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت خلقت اس طرح آ آ کر گری جیسے شہد پر مکھیاں" نیز جنرل و گوہر آصفی نے لکھا۔ "موافقین تو موافقین مخالف بھی سچے فطرتی جوش سے کہہ اُٹھے کہ "یہ مضمون سب پر بالا ہے۔ بالا ہے"

اب اس مضمون "اسلامی اصول کی فلاسفی" پر سو سال گزر چکے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ اس مضمون کے پھیلنے سے دینِ حق کی فتح کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں، عالمِ افکار میں ایک عظیم تغیر و انقلاب رُونما ہو رہا ہے۔ اسکے ۱۰۰ زبانوں میں تراجم کے ہدف کو پورا کیا جا رہا ہے، اور اقوامِ عالم اس کی رُوحانی تاثیرات سے فیضیاب ہو رہی ہیں، اور عالمگیر جماعت احمدیہ اپنے جذبات تشکّر کا اظہار کر رہی ہے اور ہر احمدی کی زبان پر ہے "مبارک صد مبارک"

احمدیت کے مایہ ناز فرزند، عالمی شہرت کے عظیم سائنسدان اور پاکستان کے قابلِ فخر سپوت

محترم پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام صاحب کی رحلت

جماعت احمدیہ کے مایہ ناز فرزند، نوبل انعام یافتہ عظیم سائنسدان اور پاکستان کے قابلِ فخر سپوت مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۹۶ء کو بعمر ۷۰ سال رحلت فرما گئے۔ آپ ۲۹ جنوری ۱۹۲۶ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت چوہدری محمد حسین صاحب جھنگ شہر کے ایک مخلص اور فدائی احمدی تھے جنہیں امیر جماعت احمدیہ جھنگ کی حیثیت سے خدمت سلسلہ کی توفیق ملی۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے اس خالص دینی ماحول میں آنکھ کھولی۔ جھنگ کی ابتدائی تعلیم سے لے کر گورنمنٹ کالج لاہور میں ایم اے تک آپ نے اوّل پوزیشن کا اعزاز حاصل کیا۔ کیمبرج یونیورسٹی میں اپنی غیر معمولی استعداد کی بنا پر چھ سال کا تعلیمی دور صرف تین سال میں مکمل کیا۔ — محترم ڈاکٹر صاحب کچھ عرصہ گورنمنٹ کالج لاہور اور پنجاب یونیورسٹی میں صدر شعبہ ریاضی کی حیثیت سے تدریسی فرائض ادا کرتے رہے اور پھر امپیریل کالج لندن میں پروفیسر مقرر ہوئے۔ آپ اسی کالج میں شعبہ کے صدر مقرر ہوئے اور اس دوران کئی ممالک میں محققانہ لیکچر دئے۔ — محترم پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام کو ۳۶ یونیورسٹیوں کی طرف سے ڈگریاں اور اعزاز دئے گئے۔ ۱۹۵۹ء میں ستارہ امتیاز، تمغہ امتیاز حُسنِ کارکردگی اور ۱۹۷۹ء میں نشانِ امتیاز (پاکستان) کے علاوہ متعدد ممالک سے ایوارڈ دئے گئے۔ اسی طرح آپ اقوام متحدہ اور پاکستان میں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ ۱۹۶۱ء تا ۱۹۷۴ء مشیرِ اعلیٰ سائنس صدر مملکت پاکستان رہے۔ چنانچہ آپکی خدمات اور اعزازات کی ایک طویل فہرست ہے۔ ٹریسٹ اٹلی میں آپ نے ایک ادارہ قائم کیا۔ جس کے ذریعہ تیسری دنیا کے سائنسدانوں نے استفادہ کر کے اپنے اپنے ملک کو فائدہ پہنچایا۔ آپ نے بہت سارے سائنس سکالرز کو وظائف دئے۔ — محترم پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام کا شمار دنیا کے نامور اور شہرہ آفاق سائنسدانوں میں ہوتا ہے۔ انہوں نے ۱۹۷۹ء میں فزکس میں نوبل انعام حاصل کیا۔ تحقیق و ریسرچ پر مبنی ۲۵۰ مقالات لکھے اور متعدد کتب بھی تصنیف کیں۔ آپ احمدیت کی صداقت کا ایک عظیم نشان ہیں، کہ آپ اس علم و معرفت سے نوازے گئے جس کا وعدہ حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ...... کو دیا گیا تھا۔ جیسا کہ حضرت اقدس نے فرمایا۔ "خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور نشانوں کی رُو سے سب کا مُنہ بند کر دیں گے"۔ (تجلّیاتِ الٰہیہ) — پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام صاحب کی وفات سے ایک عظیم خلاء پیدا ہوا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس خلاء کو پورا فرمائے۔ اور آپ کو اپنے جوارِ رحمت میں ارفع مقام عطا فرمائے اور آپ کے اہل و عیال اور جملہ اعزہ و اقارب کو صبرِ جمیل سے نوازے۔ آمین۔ ادارہ "انصاراللہ" اس صدمہ پر اپنے امام ھمام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور عالمگیر جماعت احمدیہ سے تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔

امام الکلام

"سچے مذہب میں خدا تعالیٰ اپنے مکالمہ مخاطبہ سے اپنے وجود کی خبر دیتا ہے"

سیدنا حضرت مسیح موعود...... اپنی کتاب چشمہ مسیحی میں فرماتے ہیں:۔

"..... خدا وہ ہے جو اپنے تئیں قوی نشانوں کے ساتھ آپ ظاہر کرتا ہے۔ وہ مذہب جو محض خدا کی طرف سے ہے اس کے ثبوت کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ منجانب اللہ ہونے کے نشان اور خدائی مُہر اپنے ساتھ رکھتا ہو تا معلوم ہو کہ وہ خاص خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے ہے۔ سو یہ مذہب اسلام ہے۔ وہ خدا جو پوشیدہ اور نہاں در نہاں ہے اسی مذہب کے ذریعہ سے اس کا پتہ لگتا ہے اور اسی مذہب کے حقیقی پیروؤں پر وہ ظاہر ہوتا ہے جو درحقیقت سچا مذہب ہے۔ سچے مذہب پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اور خدا اس کے ذریعہ سے ظاہر کرتا ہے کہ میں موجود ہوں۔ جن مذاہب کی محض قصّوں پر بناء ہے وہ بُت پرستی سے کم نہیں۔ ان مذاہب میں کوئی سچائی کی رُوح نہیں ہے۔ اگر خدا اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے تھا اور اگر وہ اب بھی بولتا اور سُنتا ہے جیسا کہ پہلے تھا تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ وہ اس زمانہ میں ایسا چُپ ہو جائے کہ گویا موجود نہیں۔ اگر وہ اس زمانہ میں بولتا نہیں تو یقیناً وہ اب سُنتا بھی نہیں۔ گو اب کچھ بھی نہیں۔ سو سچا مذہب وہی ہے جو اس زمانہ میں بھی خدا کا سُننا اور بولنا دونوں ثابت کرتا ہے۔ غرض سچے مذہب میں خدا تعالیٰ اپنے مکالمہ مخاطبہ سے اپنے وجود کی آپ خبر دیتا ہے۔ خدا شناسی ایک نہایت مشکل کام ہے۔ دنیا کے حکیموں اور فلاسفروں کا کام نہیں ہے جو خدا کا پتہ لگا دیں۔ کیونکہ زمین و آسمان کو دیکھ کر صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس ترتیب محکم اور ابلغ کا کوئی صانع ہونا چاہیئے۔ مگر یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ فی الحقیقت وہ صانع موجود بھی ہے اور ہونا چاہیئے اور ہے میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے۔ پس اس وجود کا واقعی پتہ دینے والا صرف قرآن شریف ہے، جو صرف خدا شناسی کی تاکید نہیں کرتا بلکہ آپ دکھلا دیتا ہے۔ اور کوئی کتاب آسمان کے نیچے ایسی نہیں ہے کہ اس پوشیدہ وجود کا پتہ دے۔"

(رُوحانی خزائن جلد ۲۰ صـ ۳۵۲-۳۵۳)

کلام الامام

فلاح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی .... فرماتے ہیں :-

" قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ میں مومنوں کے متعلق فلاح کے لفظ کا استعمال بتا رہا ہے کہ مومنوں کا اصل مقام نجات حاصل کرنا نہیں بلکہ فلاح حاصل کرنا ہے۔ نجات جس کے اصلی معنے تکلیفوں اور دکھوں سے بچ جانے کے ہیں۔ بے شک ایک خوبی ہے مگر اس سے بڑی خوبی یہ ہے کہ انسان اپنے مقصد کو حاصل کرے۔ اس کی ایک ایسی ہی مثال ہے جیسے کسی جرنیل کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہا جائے کہ وہ دشمن سے بچ کر نکل آیا ہے۔ بے شک بعض مواقع پر اس کا دشمن سے بچ کر نکل آنا بھی قابلِ تعریف فعل ہو گا مگر حقیقی تعریف کا وہ تبھی مستحق ہو گا جب دشمن کو بھی گرفتار کرے۔ اسی طرح اسلام صرف یہ تعلیم نہیں دیتا کہ تم نجات حاصل کرو بلکہ وہ اس سے بھی بلند تر مقصد مومنوں کے سامنے رکھتا ہے اور کہتا ہے تم فلاح حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ جب انسان دشمن پر کامیابی حاصل کرلے گا تو یہ لازمی اَمر ہے کہ وہ اس کے حملہ سے بھی بچ جائے گا۔ یا وہ شخص جسے بھوک نہیں بے شک وہ بھوک کی تکلیف سے بچا ہوا ہو گا اور اس کا جسم بھی تنومند ہو گا۔ پس فلاح ایک ایسا مقام ہے جس میں نجات بھی شامل ہو گی۔ اور فلاح یہ ہے کہ انسان اس مقصد کو حاصل کرے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ انسان اس غرض سے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ صفاتِ الٰہیہ کا مظہر بن جائے۔ اور خدا تعالیٰ سے ملنے کی جو تڑپ انسانی فطرت میں رکھی گئی ہے اس کے مطابق وہ اپنے محبوب حقیقی کا قُرب حاصل کرلے۔ یہی وہ مقصد ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (سورہ ذاریات آیت ۳) میں بیان فرمایا ہے۔ پس فلاح یہ ہے کہ انسانی پیدائش کا مقصد حاصل ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا انسان حاصل کرلے۔"

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۱۲۴)

عربی منظوم کلام

وَلِلّٰهِ اٰيَاتٌ لِتَائِيْدِ دَعْوَتِيْ ∴ فَاٰنِسْ بِعَيْنِ النَّاظِرِ الْمُتَعَمِّقِ

اور میری تائید دعویٰ میں خدا کے لئے نشان ہیں۔ پس اس آنکھ سے دیکھ جو سوچنے والی اور غور کر کے دیکھا کرتی ہے

اَلَا رُبَّ يَوْمٍ قَدْ بَدَتْ فِيْهِ اٰيُنَا ∴ وَلَا سِيَّمَا يَوْمٌ عَلَا فِيْهِ مَنْطِقِيْ

خبردار ہو! بہت سے ایسے دن ہیں جن میں ہماری نشانیاں ظاہر ہوئیں، بالخصوص وہ دن جس دن میری تقریر غالب آئی

اِذَا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ عَبْدُ كَرِيْمِنَا ∴ وَكَانَ بِحُسْنِ اللَّحْنِ يَتْلُوْ وَيَنْعَقُ

اور جس وقت مولوی عبدالکریم صاحب کھڑے ہوئے اور حسن آواز سے پڑھتے اور ترجیع کے ساتھ آواز کرتے تھے

فَكُلٌّ مِنَ الْحُضَّارِ عِنْدَ بَيَانِهٖ ∴ كَمِثْلِ عِطَاشٍ اَهْرَعُوْا اَوْ كَعَاشِقِ

پس تمام حاضرین اس کے بیان کے وقت پیاسوں کی طرح یا عاشقوں کی طرح دوڑے

وَاِنِّيْ سُقِيْتُ الْمَاءَ مَاءَ الْمَعَارِفِ ∴ وَاُعْطِيْتُ حِكَمًا عَافَهَا قَلْبُ اَحْمَقِ

اور میں معارف کا پانی پلایا گیا ہوں اور وہ حکمتیں بھی مجھے عطا کی گئی ہیں جو صرف احمق ان سے کراہت کرتا ہے

يَمَانِيَةٌ بَيْضَاءُ دُرَرٌ كَاَنَّهَا ∴ جَوَاهِرُ سَيْفٍ قَدْ فَدَاهَا لِمُوْبَقِ

وہ یمنی حکمتیں موتیوں کی مانند ہیں۔ گویا وہ تلوار کے جوہر ہیں جو کشتۂ حسن کا خون بہا ہیں

وَاَخْبَرَنِيْ مِنْ قَبْلُ رَبِّيْ بِوَحْيِهٖ ∴ وَقَالَ سَيَعْلُوْ مَا كَتَبْتَ وَيَبْرُقُ

اور خدا نے پہلے سے بذریعہ وحی مجھے خبر دی اور کہا کہ جو کچھ تو نے لکھا ہے غالب رہے گا اور اس کی چمک ظاہر ہوگی

فَشَهِدَتْ جُذُوْرُ قُلُوْبِهِمْ اَنَّهَا عَلَتْ ∴ وَفَاقَتْ وَرَاقَتْ كُلَّ قَلْبٍ كَصَمْلَقِ

پس ان کے دلوں نے گواہی دی کہ وہ مضمون غالب رہا اور فائق ہوا اور ہر ایک سیدھے اور صاف دل کو اچھا معلوم ہوا!

(حجۃ اللہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۲ صـ ۲۲۵)

فارسی منظوم کلام

از نورِ پاک قرآں صبحِ صفا دمیدہ ❖ بر غنچہ ہائے دِلہا بادِ صبا وزیدہ
قرآن کے پاک نور سے روشن صبح نمودار ہوگئی ہے اور دلوں کے غنچوں پر بادِ صبا چلنے لگی ہے

ایں روشنی و لمعاں شمس الضحےٰ ندارد ❖ واں دلبری و خوبی کس در قمر ندیدہ
ایسی روشنی اور چمک تو دوپہر کے سورج میں بھی نہیں اور ایسی کشش اور حُسن تو کسی چاندنی میں بھی نہیں

یوسف بقعرِ چاہے محبوس ماند تنہا ❖ ویں یوسفے کہ تن ہا از چاہ بر کشیدہ
یوسف تو ایک کنوئیں کی تہ میں اکیلا گرا تھا مگر اس یوسف نے بہت سے لوگوں کو کنوئیں میں سے نکالا ہے

از مشرقِ معانی صدہا دقائق آورد ❖ قدِ ہلالِ نازک زاں نازکی خمیدہ
حقائق کے منبع سے یہ سینکڑوں باریکیاں اپنے ساتھ لایا ہے۔ نازک ہلال کی کمر ان حقائق کی باریکیوں کو دیکھ کر جھک گئی ہے

کیفیتِ علومش دانی چہ شان دارد ❖ شہدیست آسمانی از وحیِ حق چکیدہ
اس کے علوم کی حقیقت تجھے خبر بھی ہے کہ کس شان کی ہے وہ تو ایک آسمانی شہد ہے جو خدا کی وحی سے ٹپکا ہے

آں نیّرِ صداقت چوں رُو بعالم آورد ❖ ہر بُوم شب پرستے در کُنج خود خزیدہ
یہ سچائی کا سورج جب اس دنیا میں ظاہر ہوا تو رات کے پُجاری اُلو اپنے اپنے کونوں میں گھُس گئے

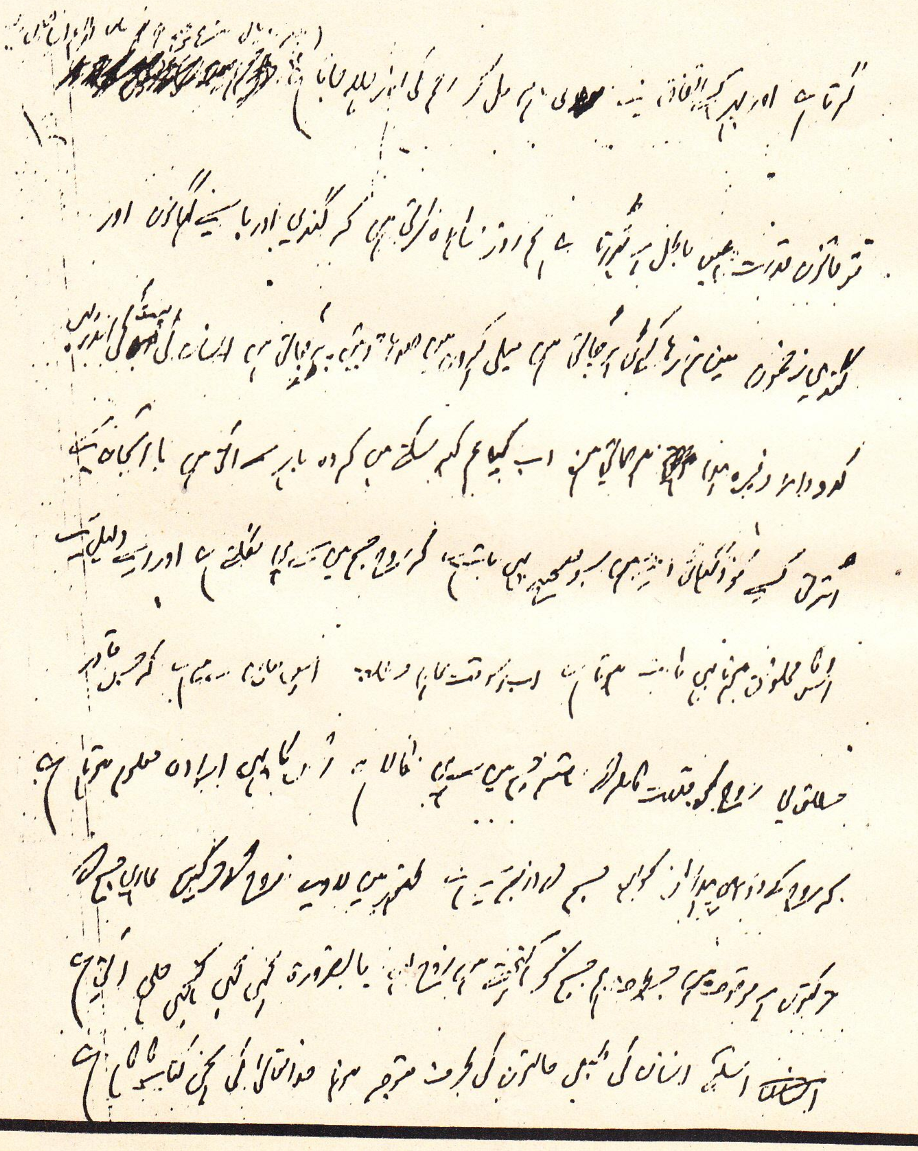
رُوئے یقیں نہ بیند ہرگز کسے بدُنیا ❖ اِلاّ کسے کہ باشد بارُویش آرمیدہ
دُنیا میں کسی کو یقین کا منہ دیکھنا نصیب نہیں ہوتا مگر اُسی شخص کے جو اُس کے منہ سے محبت رکھتا ہے

آنکس کہ عالمش شُد۔ شُد مخزنِ معارف ❖ واں بے خبر ز عالم کیں عالمے ندیدہ
جو اس کا عالم ہوگیا وہ خود معرفت کا خزانہ بن گیا اور جس نے اس عالم کو نہیں دیکھا اسے دنیا کی کچھ خبر نہیں

(براہین احمدیہ حصہ سوم روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۳۰۵)

مضمون "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے مسوّدہ سے

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ ..... کی مبارک تحریر کا عکس



اخلاقی حالت ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر [illegible] تمام بے اعتدالیوں اور جسمانی قوتوں اور تقاضوں کو

طبعی حالات کی حد میں رکھتا ہے اور روحانی حالتیں محض عقل اور ارادہ ترتیب اور تعدیل اور موقع بینی اور محل سے

استعمال کرنے کی وجہ سے اخلاق کا رنگ پکڑ لیتی ہیں اسلئے یہ اخلاقی حالتیں روحانی حالت نہیں کہلاتیں [illegible]

بلکہ وہ اخلاقی حالتیں ہیں جو روحانی فنا فی اللہ اور تزکیہ نفس اور روحانی انقطاع الی اللہ اور روحانی محبت اور روحانی محویت

اور روحانی سکینت اور اطمینان اور روحانی موافقت باللہ ہے۔ روحانیت کا رنگ پکڑتی ہیں طبعی حالتیں جب

اخلاقی رنگ میں نہ آویں [illegible]

اور ایسے ہی جو اخلاق کا اصل کرتا ہے وہ انسان کہلاتا ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام

حضرت مرزا طاہر احمد

امام جماعت احمدیہ عالمگیر

جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے اس عظیم اور پُر معارف مضمون کی اشاعت کی صد سالہ سالگرہ منا رہی ہے۔ جو ۲۶ تا ۲۹۔ دسمبر ۱۸۹۶ء لاہور میں منعقد ہونے والے جلسہ مذاہب عالم کے موقعہ پر پیش کیا گیا تھا۔ یہ مضمون خاص الٰہی تائید سے لکھا گیا تھا۔ اور اس کی غیر معمولی کامیابی کے بارہ میں خدا تعالیٰ کی وحی میں پہلے ہی بشارات دی گئی تھیں۔

جلسہ کے انعقاد سے قبل ہی یہ الٰہی بشارات اشتہار کی شکل میں بھی شائع کر دی گئی تھیں۔ اور لاہور کی پبلک جگہوں پر اس کے پوسٹرز بھی چسپاں کر دئے گئے تھے۔

جیسا کہ مومنوں کی جماعت کے شایانِ شان ہے ہمارا جشنِ تشکّر منانے کا انداز انتہائی بامعنی، باوقار اور ہر قسم کی بے مقصد اور بے جا نمود و نمائش سے مبرّا ہوتا ہے۔ ہم اس کتاب کی صد سالہ سالگرہ دنیا کی بڑی بڑی زبانوں میں اس کا ترجمہ کر کے منا رہے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ اس طرح اس تصنیف کی برکات سے دنیا کی بیشتر قومیں حصہ پائیں گی۔

محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے احسان کے ساتھ ہم اب تک دنیا کی باون (۵۲) بڑی زبانوں میں اس کتاب کے تراجم اور ان کی طباعت و اشاعت کا کام مکمل کر چکے ہیں۔ مزید برآں کچھ اور زبانوں میں ترجمہ کا کام جاری ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ ۱۹۹۶ء کے اواخر سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تراجم مکمل ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ان تمام لوگوں کو اپنی جناب سے اجرِ عظیم عطا فرمائے جنہیں اس پاک مقصد کے لئے اپنی صلاحیتیں، اپنے اوقات اور اپنی کاوشیں وقف کرنے کی توفیق ملی ہے۔ آمین

جنوری ۱۹۹۶ء

مرزا طاہر احمد

مضمون "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے بارہ میں

حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے چند اہم ارشادات

مرتبہ: عبدالعزیز الرحمن خالد صاحب

"میں نے جنابِ الٰہی میں دعا کی کہ وہ مجھے ایک ایسا مضمون القاء کرے جو اس مجمع کی تمام تقریروں پر غالب رہے۔ میں نے دعا کے بعد دیکھا کہ ایک قوت میرے اندر پھونک دی گئی ہے۔ میں نے اس آسمانی قوت کی ایک حرکت اپنے اندر محسوس کی۔" (حقیقۃ الوحی)

جلسہ اعظم مذاہب لاہور ۱۸۹۶ء ایک عظیم آسمانی تقدیر سے انعقاد پذیر ہوا۔ جو حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ....... کے ذریعہ دینِ حق کی صداقت و عظمت کا نشان ٹھہرا۔ اس نشان صداقت کے ایسے دلکش اور ایمان افروز پہلو ہیں جن سے دلوں میں نورِ ایمان تقویت پکڑتا ہے۔ حضرت اقدس کے لیکچر کا ہمہ جہت غلبہ ہوا۔ ہر طرف سے صدائے تحسین بلند ہوئی۔ اس بارہ میں حضرت اقدس....... کے ارشادات آپ کے مبارک الفاظ میں ہدیہ قارئین کئے جا رہے ہیں:

- حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ....... نے مضمون کے بیان میں روح القدس کی تائید کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جنہوں نے یہ مضمون پڑھ کر سنایا ان کی فصاحت و بلاغت کی تعریف کرتے ہوئے حضرت اقدس....... فرماتے ہیں:۔

"اس روز ہماری جماعت کے بہادر سپاہی اور (دینِ حق) کے معزز رکن حبی فی اللہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے مضمون کے پڑھنے میں وہ بلاغت فصاحت دکھلائی کہ گویا ہر لفظ میں ان کو روح القدس مدد دے رہا تھا۔" (روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۱۶)

- حضرت اقدس....... نے مضمون کے القاء کئے جانے کی دعا اور آسمانی قوت کے عطا ہونے

کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

اس عظیم الشان مضمون کا محرک آسمانی طاقت تھی جو خدائے علیم نے حضرت اقدس کو عطا فرمائی تھی۔ حضرت اقدس مسیح موعود....... فرماتے ہیں:۔

"مَیں جانتا ہوں کہ مَیں اپنی ذاتی طاقت سے کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ بلکہ مجھ میں کوئی طاقت نہیں۔ مَیں بغیر خدا کے بلائے بول نہیں سکتا۔ اور بغیر اس کے دکھائے کچھ نہیں دیکھ سکتا۔ اس لئے مَیں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ وہ مجھے ایسے مضمون کا القاء کرے جو اس مجمع کی تمام تقریروں پر غالب رہے۔ مَیں نے دعا کے بعد دیکھا کہ ایک قوت میرے اندر پھونک دی گئی ہے۔ مَیں نے اس آسمانی قوت کی ایک حرکت اپنے اندر محسوس کی اور میرے دوست جو اس وقت حاضر تھے جانتے ہیں کہ مَیں نے اس مضمون کا کوئی مسودہ نہیں لکھا تھا جو کچھ لکھا تھا قلم برداشتہ لکھا تھا۔"

(حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۲۹۱)

○ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ....... کے اپنے الفاظ میں جلسہ اعظم مذاہب لاہور کی روئیداد اس طرح پر ہے:۔

"خلاصہ کلام یہ کہ جب وہ مضمون اس مجمع میں پڑھا گیا تو اس وقت سامعین کے لئے ایک وجد کا عالم تھا اور ہر ایک طرف سے تحسین کی آواز تھی۔ یہاں تک کہ ایک ہندو صاحب جو صدر نشین اس مجمع کے تھے اُن کے مُنہ سے بھی بے اختیار نکل گیا کہ یہ مضمون تمام مضامین سے بالا رہا اور سول اینڈ ملٹری گزٹ جو لاہور سے انگریزی زبان میں ایک اخبار نکلتا ہے اس نے بھی شہادت کے طور پر شائع کیا کہ یہ مضمون بالا رہا اور شاید بیس[2] کے قریب ایسے اردو اخبار بھی ہوں گے جنہوں نے یہی شہادت دی۔ اس مجمع میں بجز متعصب لوگوں کے تمام زبانوں پر یہی تھا کہ یہی مضمون فتح یاب ہوا اور آج تک صدہا آدمی ایسے موجود ہیں جو یہی گواہی دے رہے ہیں۔ غرض ہر ایک فرقے کی شہادت اور نیز انگریزی اخباروں کی شہادت سے میری پیشگوئی پوری ہوگئی کہ مضمون بالا رہا۔ یہ مقابلہ اس مقابلہ کی مانند تھا

جو موسیٰ ؑ نبی کو ساحروں کے ساتھ کرنا پڑا تھا۔ کیونکہ اس مجمع میں مختلف خیالات کے آدمیوں نے اپنے اپنے مذہب کے متعلق تقریریں سنائی تھیں۔ جن میں سے بعض عیسائی تھے اور سناتن دھرم کے ہندو اور بعض آریہ سماج کے ہندو اور بعض برہمو اور بعض سکھ اور بعض ہمارے مخالف مسلمان تھے اور سب نے اپنی اپنی لاٹھیوں کے خیالی سانپ بنائے تھے۔ جب خدا نے میرے ہاتھ سے .... راستی کا عصا ایک پاک اور پُر معارف تقریر کے پیرایہ میں اُن کے مقابل پر چھوڑا تو وہ اژدہا بن کر سب کو نگل گیا۔ اور آج تک قوم میں میری اس تقریر کا تعریف کے ساتھ چرچا ہے جو میرے مُنہ سے نکلی تھی۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔" (حقیقۃ الوحی نشان نمبر ۱۲۳

(رُوحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۹۱-۲۹۲)

○ آپ نے اَللّٰہُ اَکْبَرْ خَرِبَتْ خَیْبَر کی وضاحت براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۷ کی ایک پیشگوئی کے ذکر میں فرمایا:۔

"یہ ایک پیشگوئی ہے جس میں مسلمان صورت مولویوں کا قلعہ خراب ہو جائے گا۔ اس کا اظہار جلسہ مذاہب میں ہوا چنانچہ فرمایا کتاب الولی ذوالفقار علی۔ اس پیشگوئی کی تشریح وہ الہام خوب کرتا ہے جو جلسہ مذاہب کے اشتہار میں درج کیا گیا ہے یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرْ خَرِبَتْ خَیْبَر۔

خیبر کے فتح کرنے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ اور ان کا ہتھیار ذوالفقار تھی۔ سو یہ الہام بتلاتا ہے کہ اس عاجز کو ذوالفقار کی جگہ وہ معارف دیئے گئے ہیں جو کتابوں میں لکھے جاتے ہیں اور خیبر سے مراد (......

......) مولویوں کی قلعہ بندی ہے جو دراصل یہودی سیرت ہیں۔ اب ان کا قلعہ خراب ہو جائے گا۔ چنانچہ جلسہ مذاہب میں ان لوگوں کی خوب بے عزتی ہوئی۔ چنانچہ انگریزی اخباروں نے بھی آزادی کے ساتھ اس کی شہادت دی۔" (انجام آتھم رُوحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۹)

○ مضمون کے اعجازی رنگ سے متاثر ہو کر سیالکوٹ کے ایک غیر از جماعت دوست نے حضرت اقدس کو خوشی اور شکرانے کے طور پر ایک سو روپے بھیجے۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا:

"آج چودہ جنوری ۱۸۹۷ء کو سیالکوٹ کے محلہ اٹاری سے ایک کارڈ مرسلہ اللہ دتہ صاحب میرے پاس پہنچا جس میں وہ لکھتے ہیں کہ چونکہ وہ مضمون جو آپ کی طرف سے لاہور میں پڑھا گیا تھا وہ ایک معجزہ کے رنگ میں تھا اس لئے میں اس خوشی کے شکریہ میں سو روپیہ نقد آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں اور مبارکباد دیتا ہوں کہ اس سے اسلام کی فتح ہوئی۔ خدا تعالیٰ میاں اللہ دتہ صاحب کو اس خوشی کے عوض بہت سی خوشیاں دکھلاوے جو اسلام کی فتح سے خوش ہے خدا اس سے خوش ہے۔"

(انجام آتھم حاشیہ روحانی خزائن جلد ۱۱ صـ ۳۳۹)

○ جلسہ اعظم مذاہب کی رُوحانی کیفیت ایسی تھی کہ لوگوں پر محویت طاری تھی گویا عند اللہ مقبولیت تھی۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ........ فرماتے ہیں:

"اس جلسہ میں اکثر لوگ زار زار روتے تھے یہ جلسہ اس مضمون کے پڑھنے سے گویا ایک صوفیا کرام کی مجلس تھی۔ تمام زبانیں سکتہ کے عالم میں تھیں اور آنسو جاری تھے۔ اور لذت اور وجد سے دل رقص کر رہے ہیں۔ اتمام تقریر کے بعد سب لوگوں نے مسلمانوں کو مبارکباد دی۔ شیخ محمد حسین بٹالوی بھی اس روز طوعاً و کرہاً قائل ہو گئے کہ یہ تمام تاثیر خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی اور یہ مضمون اسلام کی فتح کا موجب ہوا۔"

(انجام آتھم حاشیہ در حاشیہ روحانی خزائن جلد ۱۱ صـ ۳۱۶)

○ نشان مہوتسو کے ذکر میں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:-

"جلسہ مذاہب کا نشان ایک بڑا نشان ہے۔ خواجہ کمال الدین صاحب اور بہت سے دوست اس بات کے گواہ ہیں اور وہ قسم کھا کر بتلا سکتے ہیں کہ قبل از وقت ان کو بتلا دیا گیا تھا اور اشتہار چھاپ کر شائع کر دیا گیا تھا کہ ہمارا مضمون بالا رہا اور ٹھیک اسی الہام کے موافق یہ نشان ہزارہا انسانوں کے رُوبرو پُورا ہوا اور اردو انگریزی اخبارات نے متفق اللفظ ہو کر اقرار کیا کہ ہمارا مضمون سب سے بڑھ کر رہا۔" (ملفوظات جلد ۱ صـ ۳۷۶ نیا ایڈیشن)

پھر آپ نے فرمایا:

"اب بتلا دیں کیا یہ خدا کا نشان نہیں ہے کہ خدا نے مجھے پہلے سے خبر دی کہ سب پر تیرا ہی مضمون غالب رہے گا۔ پس وہ مضمون جس عظمت کی نگاہ سے سُنا گیا اور جس تعظیم سے شہر لاہور میں اس کی دھوم مچ گئی کیا محمد حسین اس سے بے خبر ہے۔ یا ثناء اللہ اس واقعہ سے ناواقف ہے۔ پس یہ بے ایمانی کیسی ہے جو صریح نشانوں سے انکار کرتے ہیں۔ کیا اس قدر اخبارِ غیب کوئی خود بخود تراش سکتا ہے اور کیا یہ ایک کذّاب کی نشانی ہے کہ اس طور پر خدا اس کی تائید کرے اور ایسے عام جلسوں میں جھوٹے دجّال کو عزت دے اور محمد حسین جیسے راستباز کو اگر وہ راستباز ہے ذلیل اور رُوسیاہ کرے۔ کیا یہ خدا کا فعل تھا یا انسان کا منصوبہ۔" (انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۹-۳۰۴)

○ مضمون بالا رہا کی خوشخبری جلسہ مذاہب عالم سے کئی روز پہلے چھپوائی گئی تھی تاکہ حق کے متلاشیوں کے لئے عظیم الشان نشان ٹھہرے۔ چنانچہ حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"اگرچہ یہ کتاب (اسلامی اصول کی فلاسفی۔ ناقل) بظاہر کوئی عجیب اور اعجاز نظر نہ آتی ہو مگر اس کی اشاعت پر دنیا کو معلوم ہو جائے گا۔ جب ہم نے مہوتسو کے لئے مضمون لکھنا شروع کیا تو ہمارے ایک دوست نے اپنے خیال کے موافق کچھ خوشی ظاہر نہ کی۔ مگر خدا تعالیٰ نے الہاماً خوشخبری دی کہ وہ مضمون بالا رہا۔ چنانچہ یہ اشتہار جلسہ سے پہلے ہی شائع کر دیا گیا۔ آخر جب وہ جلسہ میں پڑھا گیا تو اس کی عظمت اور اس کے حقائق کو سب نے تسلیم کیا یہاں تک کہ لاہور کے انگریزی اردو اخبارات نے اس کے بالا رہنے کا اعتراف کیا۔" (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۵۶۵ - نیا ایڈیشن)

○ اخبارات میں چرچا کہ مضمون غالب رہا۔

اس عظیم الشان مضمون سے متعلق الہامی اشتہار جس کا ذکر متعدد ملکی اخبارات میں ہوا۔ خدا نے حضرت مرزا صاحب کو خبر دی ہے کہ آپ کا ہی مضمون غالب رہے گا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"یہ بھی ظاہر ہے کہ جلسہ مذاہب سے پہلے جو اشتہار الہامی شائع کئے گئے تھے ان میں صاف طور پر لکھا گیا تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ مضمون تمام مضامین پر غالب رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

دیکھو اخبار۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ۔ اخبار آبزرور۔ مخبر دکن۔ پیسہ اخبار۔ سراج الاخبار۔ مشیر ہند۔ وزیر ہند سیالکوٹ۔ صادق الاخبار بہاولپور۔

پس یہ خدا کا بلا واسطہ فعل تھا کہ ہر یک دل کی خواہش کے مخالف ان سے اقرار کرایا کہ وہی مضمون غالب رہا۔" (سراج منیر۔ روحانی خزائن جلد ۱۲ صہ ۳۳)

○ انگریزی میں ترجمہ اور یورپ و امریکہ میں اس مضمون کے پھیلانے کی ضرورت پر حضرت اقدس نے فرمایا:۔......

"سول اینڈ ملٹری گزٹ اور آبزرور نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ یہی مضمون تمام مضامین پر غالب رہا اور ان اخباروں نے اس اعجازی قوت کو اس حد تک مان لیا ہے کہ گویا اس تقریر نے تمام حاضرین پر مسمریزم کا عمل کر دیا ہے اور تمام طبیعتیں اس کی طرف کھنچی گئی ہیں۔

اور آبزرور میں یہ بھی لکھا ہے کہ مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس مضمون کا انگریزی میں ترجمہ کر کے یورپ اور امریکہ میں پھیلائیں تا انہیں حقیقی اسلام کی خبر ہو۔ اور بیدار مغز لوگوں نے اس مضمون کو صرف عالی درجہ کا مضمون نہیں سمجھا بلکہ اس کے اعجاز کے قائل ہو گئے۔"

(انجام آتھم حاشیہ روحانی خزائن جلد ۱۱ صہ ۳۳۹)

○ آریہ صاحبان کی آنکھیں کھولنے کے لئے بعض پیشگوئیوں کے ذکر میں آٹھویں نمبر پر جس پیشگوئی کا ذکر حضور نے فرمایا ہے وہ جلسہ مذاہب کے نتیجہ سے متعلق تھی کہ آپ کا مضمون غالب رہے گا۔ چنانچہ فرمایا:۔

"آٹھویں پیشگوئی جلسہ مذاہب کے نتیجہ کی نسبت تھی کہ اس میں میرا مضمون غالب رہے گا۔ اور یہ اشتہارات لاہور اور دوسرے مقامات میں پیش از وقت ہزاروں ہندو مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے گئے تھے۔ اب سول ملٹری کو پوچھو اور آبزرور سے سوال کرو اور مشیر ہند اور وزیر ہند اور پیسہ اخبار اور صادق الاخبار اور سراج الاخبار اور مخبر دکن کو ذرا غور سے پڑھو تا معلوم ہو کہ کس زور سے الہام الٰہی نے اپنی سچائی ظاہر کی۔"

(سراج منیر۔ روحانی خزائن جلد ۱۲ صہ ۳۷)

○ پیشگوئی جلسہ مہوتسو - ہزاروں انسانوں کی گواہی

حضرت اقدس نے اپنی تصنیف کتاب البریہ میں جن آٹھ غیر معمولی نشانات کی نشاندہی فرمائی ہے ان میں سے ساتویں نشان کے ذکر میں لکھا ہے کہ :-

"ساتواں نشان وہ پیشگوئی تھی جو جلسہ مہوتسو سے کچھ پہلے میں نے اپنے مضمون کے بالا رہنے کے بارے میں تھی"

نیز فرمایا :-

"تم نے دیکھا کہ جیسا کہ جلسہ مہوتسو سے پہلے میں نے خدا سے الہام پاکر اشتہار شائع کیا تھا کہ میرا مضمون غالب رہے گا۔ خدا تعالیٰ نے وہی کیا اور فوق العادت قبولیت اس میں ڈال دی۔ چنانچہ اب تک ہزاروں انسان گواہی دے رہے ہیں کہ تمام مضمونوں میں وہی ایک مضمون ہے۔ اب سوچو کہ یہ کام کس نے کیا؟ کیا خدا نے یا کسی اور نے۔ یہ تو خدا تعالیٰ کا قوی معجزہ تھا"

(کتاب البریہ - روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۱۰-۱۱۱)

○ خدا تعالیٰ کی طرف سے خارق عادت دس برکات و تائیداتِ ملائکہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فتح عظیم کا اعلان یوں فرمایا :-

"دسواں امر جو عبدالحق کے مباہلہ کے بعد میری عزت کا موجب ہوا۔ جلسہ مذاہب لاہور ہے۔ اس جلسہ کے بارہ میں مجھے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ جس رنگ اور نورانیت کی قبولیت میرے مضمون کے پڑھنے میں پیدا ہوئی اور جس طرح دلی جوش سے لوگوں نے مجھے اور میرے مضمون کو عظمت کی نگاہ سے دیکھا۔ کچھ ضرورت نہیں کہ میں اس کی تفصیل کروں۔ بہت سی گواہیاں اس بات پر سن چکے ہو کہ اس مضمون کا جلسہ مذاہب پر ایسا فوق العادت اثر ہوا تھا کہ گویا ملائک آسمان سے نور کے طبق لے کر حاضر ہو گئے تھے۔ ہر ایک دل اس کی طرف ایسا کھینچا گیا تھا کہ گویا ایک دستِ غیب اس کو کشاں کشاں عالم وجد کی طرف لے جا رہا ہے۔ جب لوگ بے اختیار بول اٹھے تھے کہ اگر یہ مضمون نہ ہوتا تو آج بباعث محمد حسین وغیرہ (دینِ حق) کو سبکی اٹھانی پڑتی"

(انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۱۵-۳۱۶)

○ ضمیمہ تریاق القلوب میں آپ نے بعض نشانات اور پیشگوئیوں کی تفصیل جو ۱۸۹۹ء تک ظہور پذیر ہو چکے تھے درج فرمائی ہے۔ ان نشانات میں چھبیسویں نمبر پر جلسہ اعظم مذاہب والی پیشگوئی بیان ہوئی ہے۔ فرمایا

"ایک عظیم الشان پیشگوئی وہ ہے جو لاہور ٹاؤن ہال میں جلسہ اعظم مذاہب کے وقت پوری ہوئی۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ پیشتر اس کے کہ وہ جلسہ مذاہب ہو۔ جو ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء کو مقام مذکور میں ہوا تھا۔ جس میں ہر ایک مذہب کے کسی آدمی نے اس مذہب کی تائید میں سوالات مجوزہ ممبران جلسہ کے جوابات سُنائے تھے۔ مجھ کو جو میں نے بھی اس جلسہ میں سُنانے کے لئے ایک مضمون لکھا تھا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک الہام ہوا جس سے یقینی اور قطعی طور پر سمجھا جاتا تھا کہ تمام مضامین میں سے میرا ہی مضمون فائق رہے گا۔

سو میں نے اس خیال سے کہ ایسے مذہبی جلسہ کے موقع پر میرے الہامات کی سچائی لوگوں پر کھُل جائے۔ قبل اس کے کہ لوگ اپنے اپنے مضامین سنادیں اپنے اس الہام کو بذریعہ ایک اشتہار کے شائع کر دیا۔ اور پھر بعد میں میرے الہام کے مطابق عام رائے یہی ہوئی کہ میرا مضمون تمام مضمونوں پر غالب رہے۔

چنانچہ انہیں ایام میں سول ملٹری گزٹ لاہور اور آبزرور نے بھی میرے اس بیان کی زور کے ساتھ تصدیق کی۔ اور جیسا کہ میں نے خدا تعالیٰ کے الہام کے ذریعہ سے قبل از وقت تمام لوگوں میں شائع کر دیا تھا کہ میرا ہی مضمون غالب رہے گا۔ حقیقت میں ایسا ہی ظہور میں آیا اور میرا مضمون اس جلسہ میں نہایت درجہ کی عظمت کی نگاہ سے سُنا گیا اور اس کی تعریف میں شہر لاہور میں دھوم مچ گئی ....

اس سے ظاہر ہے کہ کس شوکت اور شان سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی جس کی نسبت عیسائیوں اور ہندوؤں اور مسلمانوں اور خود ممبران جلسہ نے اس قدر عظمت اور بے نظیری کا اقرار کیا کہ جس سے بڑھ کر ممکن نہیں اور عجیب تر یہ کہ یہ لوگ جانتے تھے کہ ہمارے اس اقرار سے پیشگوئی پوری ہو جائے گی۔ مگر

پھر بھی کچھ ایسی وجد کی حالت ان پر طاری ہوئی کہ بے اختیار ان کے مُنہ سے یہ کلمات نکل گئے کہ یہی مضمون بالا رہا۔ اور تعجب میں ڈالنے والی یہ بات ہے کہ جو آریوں میں سے اس جلسہ کے معزز اور مدار المہام قرار پائے تھے سب سے اوّل انہوں نے ہی یہ کہا کہ یہی مضمون ہے جو دوسرے مضمونوں پر غالب رہا۔"

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۲۳-۲۲۵)

○ پیشگوئی کے پورا ہونے کے بارہ میں آپ نے فرمایا:۔

"وہ اشتہارات تمام مخالفوں کی طرف جلسہ سے پہلے روانہ کئے گئے تھے۔ شیخ محمد حسین بٹالوی اور مولوی احمد اللہ اور ثناء اللہ وغیرہ کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ سو اس روز وہ الہام بھی پورا ہوا اور شہر لاہور میں دھوم مچ گئی کہ نہ صرف مضمون اس شان کا نکلا جس سے (دین حق) کی فتح ہوئی بلکہ ایک الہامی پیشگوئی بھی پوری ہوگئی۔" (انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۱۶)

حضرت اقدس مسیح موعود کی پیشگوئی نمبر ۵۷ جو آپ نے نزول المسیح کے صفحہ ۱۹۷ پر درج کی ہے۔ اس میں آپ نے فرمایا:۔

"دسمبر ۱۸۹۶ء میں پنجاب کے صدر مقام لاہور میں ایک بڑا بھاری جلسہ ہوا جس میں تمام مذاہب کے وکلاء اور نامی آدمی دُور و نزدیک سے اس بات کا فیصلہ کرنے کے لئے جمع ہوئے کہ مذاہب مروّجہ میں سے کون سا مذہب اور بنی آدم کے لئے سب سے زیادہ مفید اور اصل مقصد زندگی انسانی کا حاصل کرا دینے والا ہے۔ ہم نے بھی اس جلسہ میں سنانے کے لئے ایک مضمون لکھا اور اس مضمون کے متعلق ہمیں قبل از وقت یہ الہام ہوا کہ مضمون سب پر بالا رہا۔ یعنی تمہارا یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا اور پھر یہ الہام تھا

اللہ اکبر۔ خربت خیبر۔ ان اللہ معک ان اللہ یقوم این ماقمت۔

چنانچہ یہ الہام بذریعہ ایک چھپے ہوئے اشتہار مورخہ ۲۱۔ دسمبر کے قبل جلسہ مذہبی دو روز کے اندر ہی دُور و نزدیک شائع کیا گیا۔ اور سب لوگوں کو اس بات سے آگاہی دی گئی کہ ہمارا ہی مضمون غالب رہے گا۔ پس ایسا ہی ہوا کہ اس جلسہ میں جس قدر مضامین پڑھے گئے تھے۔ ان سب پر ہمارا مضمون فائق رہا اور

خود اس جلسہ میں غیر مذاہب کے وکلاء نے بھی پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر گواہیاں دیں کہ مرزا صاحب کا مضمون سب پر غالب رہا اور انگریزی اخبار سول ملٹری گزٹ اور پنجاب آبزرور اور دیگر اخباروں نے بھی بڑے زور سے گواہی دی کہ ہمارا مضمون سب مضامین پر غالب رہا ،،

(نزول المسیح ۔ رُوحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۵۸۳)

○ حضرت اقدس نے مضمون کی فتحیابی کے بارہ میں فرمایا :۔

" اور سول اینڈ ملٹری گزٹ جو لاہور سے انگریزی میں ایک اخبار نکلتا ہے ۔ اس نے بھی شہادت کے طور پر شائع کیا کہ یہ مضمون بالا رہا ۔ اور شاید بیس کے قریب ایسے اُردو اخبار بھی ہوں گے جنہوں نے یہی شہادت دی اور اس مجمع میں بجز بعض متعصب لوگوں کے تمام زبانوں پر یہی تھا کہ یہی مضمون فتحیاب ہوا ۔ اور آج تک صدہا آدمی ایسے موجود ہیں جو یہی گواہی دے رہے ہیں ۔ غرض ہر ایک فرقہ کی شہادت اور نیز انگریزی اخباروں کی شہادت سے میری پیشگوئی پوری ہو گئی کہ مضمون بالا رہا ،،　(حقیقۃ الوحی ۔ رُوحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۹۲)

○ دین کی فتح کے بارہ میں آپ نے فرمایا :۔

" ہر ایک پکارتا تھا کہ آج (دین حق) کی فتح ہوئی ۔ مگر سوچو کہ کیا یہ فتح ایک دجّال کے مضمون سے ہوئی ۔ پھر یہ کہتا ہوں کہ کیا ایک کافر کے بیان میں یہ حلاوت اور یہ برکت اور یہ تاثیر ڈال دی گئی ۔ وہ جو مومن کہلاتے تھے ۔ اور آٹھ ہزار ..... کو کافر کہتے تھے جیسے محمد حسین بٹالوی ۔ خدا نے اس جلسہ میں کیوں ان کو ذلیل کیا ۔ کیا یہ وہی الہام نہیں کہ میں تیری اہانت کرنے والوں کی اہانت کروں گا ۔ اس جلسہ اعظم میں ایسے شخص کو کیوں عزت دی گئی جو مولویوں کی نظر میں ایک کافر مرتد ہے ۔ کیا کوئی مولوی اس کا جواب دے سکتا ہے ۔

پھر علاوہ اس عزت کے جو مضمون کی خوبی کی وجہ سے عطا ہوئی اُسی روز وہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی ہو گئی جو اس مضمون کے بارے میں پہلے سے شائع کی گئی تھی ۔ یعنی یہ کہ یہی مضمون سب مضمونوں پر غالب آئے گا ،،

(انجام آتھم ۔ رُوحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۱۶)

نظم!

نتیجۂ فکر حضرت مولانا ذوالفقار علی خانصاحب گوہر

جلسۂ اعظم مذاہب کا ہؤا لاہور میں
تاکہ ہر مذہب کا پیرو آکے دے اپنا بیاں
پانچ تھے عنوانِ مضموں جن کے تحت ہر ایک کو
اپنے مذہب کی حقیقت سب پہ کرنا تھی عیاں
حضرتِ احمد مسیح و مہدیٔ موعود نے
کھول دیں (دینِ حق) کی دنیا پہ ساری خوبیاں
وحیٔ حق سے یہ بھی پہلے ہی سے ظاہر کر دیا
میرا مضموں سب سے افضل ہوگا وقتِ امتحاں
مجھ کو پہلے ہی سے حق نے دے رکھی ہے یہ خبر
یہ بھی ہوگا سب مذاہب کیلئے تازہ نشاں
فیصلہ آخر ججوں نے بھی یہی سن کر کیا
مرزا صاحب کا ہے مضموں سب سے بہتر بے گماں

(الحکم قادیان جلد ۴۲ نمبر ۱ ص ۶)

۱۸۹۶ء کی

ایک عظیم الشّان تاریخی مذہبی کانفرنس

یہ مضمون سب پر بالا ہے

تحریر ـــــــــ مرزا خلیل احمد صاحب قمر ۔ ربوہ

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود ..... کی یہ خواہش تھی کہ تمام مذاہب کے ماننے والے ایک جگہ اکٹھے ہو کر اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں ۔ آپ نے اپنی اس خواہش کا اکثر بار اظہار کیا کہ مختلف مذاہب نے مخالفت کا جو طریق اختیار کیا ہے اور جو دوسرے کے مذہب پر مخالفانہ حملے کئے جاتے ہیں اس سے کسی مذہب کی صداقت ثابت نہیں ہو سکتی اگر اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کی جاویں یا کسی ایک اہم موضوع کے بارے میں اپنی اپنی مسلمہ مذہبی کتب سے تعلیم پیش کی جاوے تاکہ لوگ وہ تعلیم سُن کر اس امر کا فیصلہ کر سکیں کہ کون سے مذہب کی تعلیم اعلیٰ و ارفع ہے ۔ چنانچہ آپ نے اپنی اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے "جلسہ تحقیق مذاہب" کے عنوان سے ۲۹ ۔ دسمبر ۱۸۹۵ء کو ایک اشتہار شائع فرمایا ۔ آپ اس اشتہار میں تحریر فرماتے ہیں:

"ہر ایک قوم میں قدرتی طور پر مذہب کے بارہ میں ایک جوش بھی پایا جاتا ہے ۔ مذہبی تحقیق کے لئے غیبی تحریک سے ایک ہوا چل رہی ہے ۔ تمام راہیں کھل گئیں ۔ تمام مشکلات حل کر دی گئی ہیں ۔ مختلف زبانوں کا علم لوگوں میں بڑھتا جاتا ہے ۔ گویا خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمام قوموں کو ایک قوم بنا دے ۔ سو یہ بات بالکل سچ ہے کہ اگر ان تمام وسائل کو احقاقِ حق کے لئے احسن طور پر استعمال میں لایا جاوے ۔ اور تمام قوموں کے اکابر دین اور صاحبان معرفت نیک نیتی سے حق کے ظاہر ہونے کے لئے ایک جگہ مل کر کوشش کریں اور تعصبات سے دُور ہو کر بھائیوں کی طرح باہمی نفاق سے اپنے اپنے دین اور کتاب کی خوبیاں آہستگی اور ٹھنڈے دل

سے ایک دوسرے پر ظاہر کریں تو کچھ تعجب نہیں کہ اس اتفاق کی برکت سے سچے مذہب کے انوار لوگوں پر ظاہر ہو جاویں۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۱۹۳)

جلسہ اعظم مذاہب کے محرک ۔ سوامی شوگن چندر

ایک صاحب سوامی سادھو شوگن چندر (پیدائش ۱۸۴۸ء وفات 1915ء) نامی تھے۔ جو ہندوؤں کی کائستھ قوم کی اصلاح کا کام کر رہے تھے۔ ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ایک مذہبی کانفرنس منعقد کی جاوے۔ اس سلسلہ کی پہلی کانفرنس ۱۸۹۲ء میں اجمیر شریف میں ہوئی تھی۔ جس میں اپنے اپنے مذہب کے بارے میں تقاریر کی گئیں لیکن یہ ایک محدود پیمانے کی کانفرنس تھی جس کی نہ تو پبلسٹی ہوئی نہ نامی گرامی مذہبی راہنماؤں سے رابطہ کیا گیا۔ بلکہ مقامی طور پر چند مذہبی راہنماؤں نے اپنے اپنے مذہب کے بارے میں بیان کیا۔ خدا تعالیٰ کی یہ عجیب قدرت ہے کہ انہی دنوں امریکہ میں شکاگو کے مقام پر ایک بہت بڑی مذہبی کانفرنس منعقد کی گئی۔ جس کی تمام تقاریر کو یکجا کر کے "دی ورلڈ پارلیمنٹ آف ریلیجنز" کے نام سے شائع کیا گیا۔ جس میں اسلام کی نمائندگی الیگزنڈر ویب رسل نے کی جو پہلے امریکہ کے فلپائن میں سفیر تھے۔ وہاں ہی انہوں نے اسلام قبول کیا اور ۱۸۸۷ء میں امریکہ میں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں برصغیر کا دورہ کیا۔ اور ہندوستان کے نمایاں مذہبی راہنماؤں سے ملاقات کی۔ اور امریکہ میں اشاعتِ اسلام کے مختلف ذرائع پر غور ہوا۔ اور بعض راہنماؤں اور انجمنوں نے مالی امداد کے وعدے بھی کئے جو بعد میں پورے نہ کئے جا سکے۔

امریکہ میں دنیا کے بہت سے مذاہب کے ماننے والے پیروکاروں کی بہت بڑی تعداد آباد تھی اور دنیا کے مشرقی حصہ میں یہی حال ہندوستان کا تھا۔ جہاں دنیا کے تقریباً سب مذاہب کے ماننے والے موجود تھے۔ گویا امریکہ کی طرح ہندوستان بھی تمام مذاہب کی آماجگاہ تھی۔ اس مذہبی دنگل کو منعقد کرنے کے لئے سوامی شوگن چندر صاحب نے جہاں ہندوستان کے تمام مذاہب کے نامی گرامی سکالرز اور علماء سے بذریعہ خط و کتابت اور رابطہ کیا وہاں ذاتی طور پر بھی ان راہنماؤں سے مل کر کانفرنس کے انعقاد کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا اور ان کا عندیہ حاصل کیا۔ اس سلسلہ میں سوامی شوگن چندر صاحب قادیان بھی حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ .....

کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ آپ بھی اس کانفرنس میں شامل ہوں۔ حضرت اقدس نے اس تجویز کو جو کہ دراصل آپ کی ایک دیرینہ خواہش کو پورا کر رہی تھی نہ صرف پسند .... کیا بلکہ آپ نے سوامی صاحب کی بہت حوصلہ افزائی فرمائی اور اس کانفرنس کے انعقاد کے سلسلہ میں ہر طرح کی مدد کا وعدہ فرمایا۔ آپ نے دوران ملاقات کانفرنس میں تقاریر کے سلسلہ میں فرمایا:

"کہ موضوع تقریر مخصوص کیا جائے اور ہر مذہب کا نمائندہ اپنے اپنے مذہب کی مسلمہ کتب کی بنا پر تعلیم پیش کرے اور کسی مذہب پر حملہ نہ کرے۔"

اشتہار واجب الاظہار

جناب سوامی شوگن چندر صاحب نے اس جلسہ کے اشتہار میں مسلمانوں۔ عیسائیوں۔ اور آریہ صاحبان کو قسم دی کہ ان کے نامی گرامی علماء ضرور اس جلسہ اعظم مذاہب میں شریک ہو کر اپنے اپنے مذاہب کی خوبیاں بیان فرمائیں۔ چنانچہ انہوں نے لکھا۔

"اس وقت یہ بندہ کل صاحبان مذہب کی خدمت میں جو اپنے اپنے مذہب کے اعلیٰ درجہ کے واعظ اور بنی نوع کی ہمدردی کے لئے سرگرم ہیں ادب و انکسار سے گزارش کرتا ہے کہ جو جلسہ اعظم مذاہب کا بمقام لاہور ٹاؤن ہال قرار پایا ہے۔ جس کی تاریخیں ۲۶ - ۲۷ - ۲۸، دسمبر ۱۸۹۶ء مقرر ہو چکی ہیں۔

اس جلسہ کے اغراض یہی ہیں کہ سچے مذہب کے کمالات اور خوبیاں ایک عام مجمع مہذبین میں ظاہر ہو کر اس کی محبت دلوں میں بیٹھ جائے اور اس کے دلائل اور براہین کو لوگ بخوبی سمجھ لیں اور اس طرح پر ہر ایک مذہب کے بزرگ واعظ کو موقع ملے کہ وہ اپنے مذہب کی سچائیاں دوسروں کے دلوں میں بٹھا دے اور سننے والوں کو بھی یہ مبارک موقع حاصل ہو کہ وہ ان سب بزرگوں کے مجمع میں ہر ایک تقریر کا دوسرے کی تقریر کے ساتھ موازنہ کریں اور جہاں حق کی چمک پا دیں اس کو قبول کر لیں۔ اور پھر یہ سب تقریریں ایک مجموعہ میں چھپ کر پبلک کے فائدے کے لئے اردو اور انگریزی میں شائع کر دی جائیں ....

لہٰذا یہ خاکسار ہر ایک بزرگ واعظ مذہب کی خدمت میں بانکسار عرض کرتا ہے کہ میرے اس ارادہ میں مجھ کو مدد دیں۔ اور مہربانی فرما کر اپنے مذہب کے جوہر دکھلانے

کیلئے تاریخ مقررہ پر تشریف لاویں .... میرا دل اس بات کو قبول نہیں کر سکتا کہ اگر ایک شخص سچا جوش اپنے مذہب کیلئے رکھتا ہو اور فی الواقع اس بات میں ہمدردی انسانوں کی دیکھتا ہو کہ ان کو اپنے مذہب کی طرف کھینچے تو پھر وہ ایسی نیک تقریب میں کہ جبکہ صدہا مہذب اور تعلیم یافتہ لوگ ایک عالم خاموشی میں بیٹھ کر اس کے مذہب کی خوبیاں سُننے کے لئے تیار ہوں گے۔ ایسے مبارک وقت کو وہ ہاتھ سے دے دے اور ذرا اس کو اپنے فرض کا خیال نہ آوے اس وقت مَیں کیونکر کوئی عذر قبول کروں۔

کیا مَیں قبول کر سکتا ہوں کہ جو شخص دوسرے کو ایک مہلک بیماری میں خیال کرتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ اس کی سلامتی میری دوا میں ہے اور بنی نوع کی ہمدردی کا دعویٰ بھی کرتا ہے وہ ایسے موقع میں جو غریب بیمار اس کو علاج کے لئے بتلاتے ہیں وہ پہلو تہی کرے میرا دل اس بات کیلئے تڑپ رہا ہے کہ یہ فیصلہ ہو جائے کہ کون سا مذہب درحقیقت سچائیوں اور صداقتوں سے بھرا ہوا ہے اور میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ میں اپنے اس سچے جوش کو بیان کر سکوں۔"

المشتہر شوگن المعروف سوامی شوگن چندر۔ دھرم مہوتسو او پدیشک لاہور

اس کانفرنس کے انعقاد کا پہلا اشتہار قادیان میں ہی چھاپ کر ان کے حوالے کیا گیا۔ یہ اشتہار دس ہزار کی تعداد میں اردو اور انگریزی میں شائع ہوا۔ اور تمام بڑے بڑے نامی گرامی علماء اور اہلِ علم لوگوں کے نام بذریعہ ڈاک بھجوایا گیا۔ اور اخبارات کو بھی شائع کرنے کے لئے بھجوایا جس وجہ سے اس کانفرنس کی بہت وسیع پیمانے پر پبلسٹی ہو گئی۔ اس اشتہار میں سوامی شوگن چندر صاحب نے تمام مذاہب والوں کو قسم دی کہ ان کے نامی گرامی علماء اس جلسہ میں شریک ہو کر اپنے اپنے مذہب کی رُو سے مندرجہ ذیل سوالات پر روشنی ڈالیں۔

۱۔ انسان کی جسمانی اخلاقی اور رُوحانی حالتیں۔
۲۔ انسان کی زندگی کے بعد کی حالت یعنی عقبیٰ۔
۳۔ دنیا میں انسان کی ہستی کی اصل غرض کیا ہے اور وہ غرض کس طرح پوری ہو سکتی ہے؟
۴۔ کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے؟
۵۔ علم یعنی گیان اور معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں؟

جلسہ مذاہب لاہور کے انتظامات

اس جلسہ کے اعلان کا اشتہار شائع ہوتے ہی تمام اہلِ علم حلقوں میں خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتے تھے اس سے شدید دلچسپی پیدا ہو گئی۔ اور انہوں نے اپنے نامی گرامی علماء سے بھی اس کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے زور ڈالا کہ یہ اہم موقعہ ہے کہ آپ اس جلسہ اعظم مذاہب میں شریک ہو کر اپنے مذہب کا افضل و اعلیٰ ہونا ثابت کریں۔ چنانچہ اس جلسہ کی ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء انعقاد کی تاریخیں مقرر کی گئیں۔ اس جلسہ کے انتظام انصرام کے لئے جو کمیٹی بنائی گئی۔ اس کے ماڈریٹر صاحبان کے نام درج ذیل ہیں۔

۱- رائے بہادر بابو پرتول چند صاحب جج چیف کورٹ پنجاب
۲- خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب جج سمال کاز کورٹ لاہور
۳- رائے بہادر پنڈت رادھا کشن صاحب کول پلیڈر چیف کورٹ سابق گورنر جموں
۴- حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب۔ طبیب شاہی
۵- رائے بھوانی داس صاحب ایم اے۔ اکسٹرا اسٹیلمنٹ آفیسر جہلم
۶- جناب سردار جواہر سنگھ صاحب سیکرٹری خالصہ کمیٹی لاہور

اس کمیٹی کے پریذیڈنٹ ماسٹر درگا پرشاد اور چیف سیکرٹری چیف کورٹ لاہور کے ایک ہندو پلیڈر لالہ دھنپت رائے بی اے ایل ایل بی تھے۔

تمام مذاہب ہندو، سکھ، عیسائی، برہمو، مسلمان کے نمائندے اس جلسہ اعظم مذاہب میں شرکت کے لئے تیار ہو گئے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ کو بھی اس میں شرکت کی دعوت دی گئی۔

"اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی تقدیر سے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی تجویز کو بار آور بھی کر دیا اور اصل سہرا آپ کے سر رہا۔ مگر دوسری طرف اس تجویز کو غیروں کے منہ سے نکلوا کر اس کامیابی کو جو اس جلسہ میں آپ کو ہونے والی تھی دوبالا کر دیا۔"

(سلسلہ احمدیہ ص۷۲ از حضرت مرزا البشیر احمد......)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ..... کا اشتہار

جلسہ کے انعقاد سے قبل ۲۱۔ دسمبر ۱۸۹۶ء کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنے مضمون کے غالب رہنے کے متعلق اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر ایک اشتہار شائع کیا۔ جس کا ایک حصہ درج ذیل ہے۔

"سچائی کے طالبوں کیلئے ایک عظیم الشان خوشخبری"

جلسہ اعظم مذاہب جو لاہور ٹاؤن ہال میں ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ دسمبر ۱۸۹۶ء کو ہوگا۔ اُس میں اِس عاجز کا مضمون قرآن شریف کے کمالات اور معجزات کے بارہ میں پڑھا جائے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص اُس کی تائید سے لکھا گیا ہے۔ اس میں قرآن شریف کے وہ حقائق اور معارف درج ہیں۔ جن سے آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا کہ درحقیقت یہ خدا کا کلام اور رب العالمین کی کتاب ہے اور جو شخص اس مضمون کو اوّل سے آخر تک پانچوں سوالوں کے جواب سُنے گا۔

میں یقین کرتا ہوں کہ ایک نیا ایمان اس میں پیدا ہوگا۔ اور ایک نیا نور اس میں چمک اُٹھے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے پاک کلام کی ایک جامع تفسیر اس کے ہاتھ میں آجائے گی۔ میری تقریر انسانی فضولیوں سے پاک اور لاف و گزاف کے داغ سے ہے۔ مجھے اس وقت محض بنی آدم کی ہمدردی نے اس اشتہار کے لکھنے کیلئے مجبور کیا ہے تا وہ قرآن شریف کے حسن و جمال کا مشاہدہ کریں اور دیکھیں کہ ہمارے مخالفوں کا کس قدر ظلم ہے کہ وہ تاریکی سے محبت کرتے اور نور سے نفرت رکھتے ہیں۔ مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا۔ اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اس کو اوّل سے آخر تک سُنیں شرمندہ ہو جائیں گی۔ اور ہرگز قادر نہیں ہوں گی کہ اپنی

کتابوں کے یہ کمالات دکھلا سکیں۔ خواہ وہ عیسائی ہوں خواہ سناتن دھرم والے یا کوئی اور۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اس روز اُس کی پاک کتاب کا جلوہ ظاہر ہو۔"

حضرت اقدس نے یہ اشتہار شائع کروا کر لاہور کے در و دیوار پر چسپاں کروا دیا۔ اور بڑی تحدی اور پُر شوکت انداز میں یہ اعلان کیا کہ جلسہ اعظم مذاہب میں میرا مضمون ہی تمام مضامین پر غالب رہے گا۔

مذاہب کے نمائندگان

چونکہ اس کانفرنس کے انعقاد کی بہت وسیع پیمانے پر اشاعت کی گئی تھی۔ اور مختلف مذاہب کے مشہور علماء فضلاء کے مضامین پڑھنے کے لئے تیار کئے گئے تھے۔ اس لئے تمام مذاہب کے پڑھے لکھے اور اہلِ علم طبقہ میں اس کانفرنس کی اہمیت اور دلچسپی پیدا ہو گئی۔ اور جب جلسہ شروع ہوا تو کثرت سے اہلِ علم اور فہمیدہ اور عوام الناس نے اس کانفرنس میں شرکت کیلئے لاہور پہنچنا شروع کر دیا۔ چونکہ اس مذہبی دنگل میں ہر ایک مذہب کا پیرو اپنے مذہب کی فتح دیکھنے کا خواہشمند تھا۔ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ..... کے علاوہ ان نمائندگان نے شرکت کی۔

۱۔ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی	
۲۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری	نمائندہ اسلام
۳۔ منشی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی	″
۴۔ مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب	″
۵۔ ایشری پرشاد صاحب	″
۶۔ پنڈت بھانو دت صاحب ممتحن پنجاب یونیورسٹی	نمائندہ سناتن دھرم
۷۔ پنڈت گوپی ناتھ صاحب سیکرٹری سناتن دھرم سبھا لاہور	″
۸۔ رائے بردہ کنٹھ صاحب۔ پلیڈر وزیر ریاست فرید کوٹ	نمائندہ سناتن دھرم
۹۔ بابو بیجا رام چیٹرجی صاحب۔ سکھر	نمائندہ تھیوسافیکل سوسائٹی
۱۰۔ ماسٹر درگا پرشاد صاحب	نمائندہ آریہ سماج
۱۱۔ پنڈت گوردھن داس صاحب	″
	نمائندہ فری تھنکر

۱۲۔ سردار جواہر سنگھ صاحب ایم اے — نمائندہ سکھ مذہب

۱۳۔ ماسٹر رام بیداس صاحب — نمائندہ ہارمونیکل سوسائٹی

۱۴۔ لالہ کانشی رام صاحب۔ سیکرٹری برہمو سماج۔ لاہور — نمائندہ برہمو سماج

۱۵۔ مسٹر جے مارس صاحب بہادر جرنلسٹ لاہور — نمائندہ عیسائیت

۱۶۔ مسٹر رو صاحب بہادر سابق ہیڈ ماسٹر ایچیسن ہائی سکول لاہور

منشی محمد عبداللہ صاحب اور رو صاحب عملاً شریک جلسہ نہیں ہو سکے۔ اس لئے ان کا وقت دوسرے مقررین کو دے دیا گیا۔

روئیداد جلسہ مذاہب

یہ جلسہ مذاہب جو ۲۶۔ دسمبر تا ۲۹۔ دسمبر ۱۸۹۶ء تک جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے ہائی سکول کا احاطہ (متصل مسجد مولوی احمد علی شیرانوالہ دروازہ۔ لاہور) میں منعقد ہوا۔ جس میں سناتن دھرم۔ ہندوازم۔ آریہ سماج۔ فری تھنکر۔ برہمو سماج۔ تھیوسافیکل سوسائٹی۔ ریلیجن آف ہارمنی۔ عیسائیت۔ سکھ ازم اور اسلام کے نمائندوں نے تقریریں کیں۔ لیکن ان تمام تقاریر میں سے صرف ایک ہی تقریر ان سوالات کا حقیقی اور مکمل جواب تھی جو کمیٹی نے تجویز کئے تھے۔ وہ تقریر حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹی صاحب نہایت مسحور کن انداز کے ساتھ پڑھ رہے تھے۔ اس وقت کا سماں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ کسی مذہب کا کوئی شخص نہیں تھا جو بے اختیار تحسین آفرین کا نعرہ بلند نہ کر رہا ہو۔ کوئی شخص نہ تھا جس پر وجد اور محویت کا عالم طاری نہ ہو۔ طرز بیان نہایت دلچسپ اور ہر دلعزیز تھا۔ اس سے بڑھ کر اس مضمون کی خوبی کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ مخالفین بھی عش عش کر اٹھے۔

یہ مضمون حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ کا تھا۔ یہ مضمون ۲۷۔ دسمبر کو ایک بجے کے بعد پڑھنا شروع ہوا۔ اس کا مقررہ وقت دو گھنٹے تھا۔ اور مغرب تک ابھی صرف پہلے سوال کا جواب پڑھا جا سکا۔ بقیہ مضمون کے پڑھنے کے لئے ماڈریٹر صاحبان نے ۲۹۔ دسمبر کا دن بڑھا دیا۔ یہ مضمون حضرت مولوی نورالدین صاحب کی صدارت میں پڑھا گیا۔ غیر اقوام اور غیر مذاہب والوں نے اس مضمون کو سب سے بالا تر مانا۔ اس مذہبی کانفرنس کے سیکرٹری دھنپت رائے بی اے ایل ایل بی پلیڈر چیف کورٹ پنجاب کتاب "رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب" میں اس تقریر سے متعلق لکھتے ہیں:

"پنڈت گوردھن داس صاحب کی تقریر کے بعد نصف گھنٹہ کا وقفہ تھا۔ لیکن چونکہ بعد از وقفہ ایک نامی وکیل اسلام کی طرف سے تقریر کا پیش ہونا تھا۔ اس لئے اکثر شائقین نے اپنی اپنی جگہ کو نہ چھوڑا۔ ڈیڑھ بجنے میں ابھی بہت سا وقت رہتا تھا۔ کہ اسلامیہ کالج کا وسیع مکان جلد جلد بھرنے لگا۔ اور چند ہی منٹوں میں تمام مکان پُر ہو گیا۔ اس وقت کوئی سات اور آٹھ ہزار کے درمیان مجمع تھا۔ مختلف مذاہب و ملل اور مختلف سوسائٹیوں کے معتدبہ اور ذی علم آدمی موجود تھے۔ اگرچہ کرسیاں اور میزیں اور فرش نہایت ہی وسعت کے ساتھ مہیا کیا گیا تھا۔ لیکن صدہا آدمیوں کو کھڑا ہونے کے سوا اور کچھ نہ بن پڑا۔ ان کھڑے ہوئے شائقینوں میں بڑے بڑے روساء، عمائد پنجاب، علماء وفضلاء، بیرسٹر، وکیل، پروفیسر، اکسٹرا اسسٹنٹ، ڈاکٹر غرض کہ اعلیٰ طبقہ کے مختلف برانچوں کے ہر قسم کے آدمی موجود تھے۔ اور ان لوگوں کے اس طرح جمع ہو جانے اور نہایت صبر و تحمل کے ساتھ جوش سے برابر پانچ چار گھنٹہ اس وقت ایک ٹانگ پر کھڑا رہنے سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ان ذی جاہ لوگوں کو کہاں تک اس مقدس تحریک سے ہمدردی تھی۔ مصنف تقریر اصالتاً تو شریک جلسہ نہ تھے لیکن خود انہوں نے اپنے ایک شاگرد خاص جناب مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی مضمون پڑھنے کے لئے بھیجے ہوئے تھے۔ اس مضمون کے لئے اگرچہ کمیٹی کی طرف سے صرف دو گھنٹے ہی تھے لیکن حاضرین جلسہ کو عام طور پر اس سے کچھ ایسی دلچسپی پیدا ہوگئی کہ موڈریٹر صاحبان نے نہایت جوش اور خوشی کے ساتھ اجازت دی کہ جب تک مضمون ختم نہ ہو تب تک کارروائی جلسہ کو ختم نہ کیا جاوے۔ ان کا ایسا فرمانا عین اہلِ جلسہ اور حاضرین جلسہ کی منشا کے مطابق تھا۔ کیونکہ جب وقت مقررہ کے گزرنے پر مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب نے اپنا وقت بھی اس مضمون کے ختم ہونے کے لئے دے دیا۔ تو حاضرین اور موڈریٹر صاحبان نے ایک نعرہ خوشی سے مولوی صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ جلسہ کی کارروائی ساڑھے پانچ بجے کے بعد تک جاری رکھنی پڑی۔ کیونکہ یہ مضمون تقریباً چار گھنٹے میں ختم ہوا۔ اور شروع سے آخیر تک یکساں دلچسپی و مقبولیت اپنے ساتھ رکھتا تھا۔"

(رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب صفحہ ۷۹)

۱۲۔ سردار جواہر سنگھ صاحب ایم۔اے	نمائندہ سکھ مذہب
۱۳۔ ماسٹر رام جیداس صاحب	نمائندہ ہارمونیکل سوسائٹی
۱۴۔ لالہ کانشی رام صاحب۔ سیکرٹری برہمو سماج۔ لاہور	نمائندہ برہمو سماج
۱۵۔ مسٹر جے ماریس صاحب بہادر جرنلسٹ لاہور	نمائندہ عیسائیت
۱۶۔ مسٹر رو صاحب بہادر سابق ہیڈ ماسٹر ایچیسن ہائی سکول لاہور	

منشی محمد عبداللہ صاحب اور رو صاحب عملاً شریک جلسہ نہیں ہو سکے۔ اس لئے ان کا وقت دوسرے مقررین کو دے دیا گیا۔

روئیداد جلسہ مذاہب

یہ جلسہ مذاہب جو ۲۶۔ دسمبر تا ۲۹۔ دسمبر ۱۸۹۶ء تک جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے ہائی سکول کا احاطہ (متصل مسجد مولوی احمد علی شیرانوالہ دروازہ۔ لاہور) میں منعقد ہوا۔ جس میں سناتن دھرم۔ ہندوازم۔ آریہ سماج۔ فری تھنکر۔ برہمو سماج۔ تھیوسافیکل سوسائٹی۔ ریلیجن آف ہارمنی۔ عیسائیت۔ سکھ ازم اور اسلام کے نمائندوں نے تقریریں کیں۔ لیکن ان تمام تقاریر میں سے صرف ایک ہی تقریر ان سوالات کا حقیقی اور مکمل جواب تھی جو کمیٹی نے تجویز کئے تھے۔ وہ تقریر حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹی صاحب نہایت مسحور کن انداز کے ساتھ پڑھ رہے تھے۔ اس وقت کا سماں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ کسی مذہب کا کوئی شخص نہیں تھا جو بے اختیار تحسین آفرین کا نعرہ بلند نہ کر رہا ہو۔ کوئی شخص نہ تھا جس پر وجد اور محویت کا عالم طاری نہ ہو۔ طرز بیان نہایت دلچسپ اور ہر دلعزیز تھا۔ اس سے بڑھ کر اس مضمون کی خوبی کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ مخالفین بھی عش عش کر اٹھے۔

یہ مضمون حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ کا تھا۔ یہ مضمون ۲۷۔ دسمبر کو ایک بجے کے بعد پڑھنا شروع ہوا۔ اس کا مقررہ وقت دو گھنٹے تھا۔ اور مغرب تک ابھی صرف پہلے سوال کا جواب پڑھا جا سکا۔ بقیہ مضمون کے پڑھنے کے لئے ماڈریٹر صاحبان نے ۲۹۔ دسمبر کا دن بڑھا دیا۔ یہ مضمون حضرت مولوی نورالدین صاحب کی صدارت میں پڑھا گیا۔ غیر اقوام اور غیر مذاہب والوں نے اس مضمون کو سب سے بالاتر مانا۔ اس مذہبی کانفرنس کے سیکرٹری دھنپت رائے بی اے ایل ایل بی پلیڈر چیف کورٹ پنجاب کتاب "رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب" میں اس تقریر سے متعلق لکھتے ہیں:

حضرت اقدس کے مضمون سے متعلق چند اہم امور

۱۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے جب یہ مضمون لکھنا شروع کیا تو ان ایام میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹ میں بیمار تھے۔ اندیشہ تھا کہ شاید وہ جلسہ میں شریک نہ ہو سکیں۔ اس لئے خواجہ کمال الدین صاحب سے مضمون پڑھوانے کی تجویز ہوئی۔ اس لئے مضمون کو خوشخط لکھوانے اور عربی عبارات آیات اور احادیث کو علیحدہ خوشخط لکھوا کر خواجہ صاحب کو دی جاویں تاکہ ان کو پڑھنے میں کوئی دقت نہ ہو۔ اسی دوران مکرم حضرت مولوی عبدالکریم صاحب لاہور تشریف لے آئے اور اس طرح یہ مضمون حضرت اقدس ...... کے منشاء کے مطابق حضرت مولوی صاحب کو سنانے کی توفیق نصیب ہوئی۔

۲۔ مضمون کے مسوّدہ کو حضرت منشی جلال الدین صاحب اور حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے خوشخط کتابت کے طریق پر لکھا تاکہ پڑھنے میں دقّت نہ ہو۔

۳۔ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی ۲۱۔ دسمبر ۱۸۹۶ء کے اشتہار کے بنڈل قادیان سے لاہور لے گئے۔

۴۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے فرمایا کہ میں نے اس مضمون کی سطر سطر پر دعا کی ہے۔

۵۔ جلسہ کی حاضری سات آٹھ ہزار تھی۔

(اخبار جنرل و گوہر آصفی کلکتہ)

۶۔ ٹاؤن ہال لاہور میں مخالفت کی وجہ سے جلسہ کرنے کی اجازت نہیں ملی۔ یہ بھی خدا کی قدرت تھی کہ ٹاؤن ہال میں گنجائش کم تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے وسیع جگہ کا انتظام کر دیا۔

حضرت اقدس کے مضمون کے بارہ میں تاثرات

جلسہ اعظم مذاہب میں شامل ہونے والے احباب کے تاثرات پیش ہیں جنہوں نے اس جلسہ میں شرکت کی اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے وقت جو سامعین کے ذوق و شوق کا عالم تھا۔ اس کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا پیش خدمت ہے۔ حضرت بھائی عبدالرحمٰن قادیانی صاحب نے جو اس جلسہ میں شریک تھے۔ انہوں نے جلسہ اعظم مذاہب کے مفصل حالات تحریر فرمائے جو (رفقاء) احمد جلد نہم ص۲۴۴ تا ص۲۶۱ شائع ہوئے ہیں۔

"مضمون کا شروع ہونا تھا کہ لوگ بے اختیار جھومنے لگے اور ان کی زبانوں پر

بے ساختہ سبحان اللہ اور سبحان اللہ کے کلمات جاری ہوگئے۔ سُنا ہوا تھا کہ علم توجہ اور مسمریزم کے ساتھ ایک معمول سے تو یہ کچھ ممکن ہو جاتا ہے۔ مگر ہزاروں کے ایک ایسے مجمع پر جس میں مختلف قومی عقائد اور خیال کے لوگ جمع تھے۔ اس کیفیت کا پیدا ہو جانا یقیناً خارق عادت اور معجزانہ تاثرات کا نتیجہ تھا۔ یہ درست ہے کہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کو قرآن کریم سے ایک عشق تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی آواز میں لحن داؤدی کی چمک پیدا کر رکھی تھی۔ نیز وہ ان آیات اور مضامین کے ربط اور حقائق سے متاثر ہو کر جس رقت سوز اور جوش سے تلاوت فرماتے آپ کا وہ پڑھنا آپ کی قلبی کیفیات اور لذت دوسروں کے ساتھ مل کر سامعین کو متاثر کئے بغیر نہ رہتا تھا۔ مگر اس مجلس کی کیفیت بالکل ہی نرالی تھی۔ اور کچھ ایسا سماں بندھا کہ اوّل تا آخر آیات قرآنی کیا اور ان کی تشریح و تفسیر کیا۔ سارا ہی مضمون کچھ ایسا فصیح و بلیغ موثر اور دلچسپ تھا کہ نہ مولانا موصوف کے لہجہ میں فرق آیا نہ جوش و لذت میں پھیکے پڑے۔ معارف کی فراوانی کے ساتھ عبارت کی سلاست و روانی اور مضمون کی خوبی و ثقاہت نے حاضرین کو کچھ ایسا از خود رفتہ بنا دیا جیسے کوئی مسحور ہو۔ میں نے کانوں سُنا کہ ہندو اور سکھ بلکہ کٹر آریہ سماجی اور عیسائی تک بے ساختہ سبحان اللہ پکار رہے تھے۔ ہزاروں انسانوں کا یہ مجمع اس طرح بے حس و حرکت بیٹھا تھا جیسے کوئی بُت بے جان ہوں۔ اور ان کے سروں پر اگر پرندے بھی آن بیٹھتے تو تعجب کی بات نہ تھی۔ مضمون کی رُوحانی کیفیت دلوں پر حاوی تھی اور اس کے پڑھنے کی گونج کے سوا سانس تک لینے کی آواز نہ آتی تھی۔ حتیٰ کہ قدرت خداوندی سے اس وقت جانور تک خاموش تھے اور مضمون کے مقناطیسی اثر میں کوئی خارجی آواز رخنہ انداز نہیں ہو رہی تھی۔ کم و بیش متواتر دو گھنٹے یہی کیفیت رہی۔

افسوس کہ میں اس کیفیت کے اظہار کے قابل نہیں۔ کاش میں اس لائق ہوتا کہ جو کچھ میں نے دیکھا اور سُنا اس کے عکس کا عشر عشیر ہی بیان کر سکتا ....

کوئی دل نہ تھا جو اس لذت و سرور کو محسوس نہ کرتا ہو۔ کوئی زبان نہ تھی جو اس کی خوبی و برتری کا اقرار و اعتراف نہ کرتی۔ اور اس کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان نہ تھی۔ کوئی اپنے حال اور قال سے اقرار و اعتراف کر رہا تھا کہ واقعی یہ مضمون سب پر

غالب رہا۔ اور اپنی بلندی لطافت اور خوبی کے باعث اس جلسہ کی زینت و روح رواں ہے اور جلسہ کی کامیابی کا ضامن نہ صرف یہی بلکہ ہم نے اپنے کانوں سنا اور آنکھوں دیکھا کہ کئی ہندو اور سکھ صاحبان مسلمانوں کو گلے لگا کر کہہ رہے تھے :۔

جے کدے مرزا ایہو جیہا اک مضمون ہور دوُ تاں مسلمان ہی ہونا پئو۔ (ص ۲۵۳ تا ص ۲۵۵)

۲۔ حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری جو شریک جلسہ تھے بیان کرتے ہیں کہ :۔

"۲۷ دسمبر کی کارروائی کے خاتمے پر میں نے اپنے بزرگوں کے ساتھ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کے در دولت پر جہاں میرا قیام تھا واپس آگیا۔ اس رات حضرت خلیفہ صاحب موصوف کے بڑے بھائی کی طرف سے جن کا نام عماد الدین صاحب تھا۔ چند معززین کی دعوت تھی۔ ان میں جناب خان بہادر خدا بخش صاحب جج بھی شامل تھے جنہوں نے ایک وقت جلسہ کی صدارت بھی فرمائی تھی، اور جو جلسہ کے ماڈریٹروں میں سے تھے۔ موجود الوقت حضرات میں اس وقت عام طور پر جلسے کی تقریریں ہی زیر بحث تھیں۔ تعریف سب کی زبان پر حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ۔ ناقل) ہی کے مضمون کی تھی۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے آکر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا یہ تحریری پیغام جناب جج صاحب موصوف کی خدمت میں پیش کیا کہ جلسے کا ایک دن بڑھا دیا گیا ہے۔ اگر جناب میری تقریر کے لئے بھی وقت دیئے جانے کی طرف توجہ فرمائیں گے تو بڑی مہربانی ہوگی۔

جناب جج صاحب نے بے ساختہ فرمایا کہ "مولوی ابو سعید صاحب نے اپنی پہلی تقریر میں کون سا تیر مارا تھا جو ان کی دوسری تقریر کے لئے وقت رکھا جائے۔"

(تاریخ احمدیت جلد دوم ص ۳۸۶)

۳۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مؤلف مجدد اعظم جو ابھی سلسلہ احمدیہ میں شامل نہیں ہوئے تھے اس جلسہ میں شامل تھے۔ وہ اپنا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہیں :۔

"غرض دو روز کے قریباً ساڑھے سات گھنٹوں میں جا کر یہ مضمون ختم ہوا۔ میں بھی اس جلسہ میں شامل تھا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ دوران تقریر مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ چہروں پر خوشی اور مسرت کی لہریں دوڑ رہی تھیں اور جوش میں کرسیوں سے اُچھلے پڑتے تھے اور بعضوں کا یہ حال تھا کہ خوشی اور اثر سے آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور بعض رقیق القلب تو زار زار روتے تھے اور مجھے خود کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں ایمان اور عرفان کی سیڑھیوں

پر چڑھتا جا رہا ہوں۔ ہر نئے نکتہ معرفت اور دقیقۂ علم و معرفت پر آبِ حیات کا ایک گھونٹ کانوں کے ذریعہ حلق میں اترتا ہوا محسوس ہوتا تھا۔ بالخصوص جس وقت جنّت و جہنّم کے فلسفہ کا ذکر آیا۔ جس میں حضرت اقدس نے تشریح کرکے بتلایا تھا کہ کس طرح انسان کے اپنے اعمال سے ہی جنّت اور جہنّم بنتا ہے تو اس وقت ایک بہت بڑا پردہ آنکھوں سے اُٹھ گیا اور علم و حکمت کے اس خزانے کو لُٹائے جانے کے وقت آخرت کا نقشہ اس علم اور یقین کے ساتھ سامنے آگیا کہ اس دنیا میں اگلا جہان نظر آنے لگا۔ یہ ایک نیا علم تھا۔ جو اہلِ زمانہ کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ جس سے وہ تمام باتیں جنہیں نیچریت اور مادیت نے انہونی بنا کر دکھا دیا تھا حل ہوگئیں۔ اور موجبِ ازدیاد ایمان بن گئیں۔ یہ لیکچر آیاتِ قرآنی سے پُر تھا۔ پس جہاں جہاں آیت آجاتی تھی مولوی عبدالکریم صاحب اس خوش الحانی سے پڑھتے تھے کہ رُوح وجد کر اٹھتی تھی اور دل پانی ہو کر بہہ جاتے تھے۔

اس لیکچر کے ساتھ ہی تمام لاہور میں ایک شور پڑ گیا۔ اور نہ صرف اس کانفرنس کے اربابِ حل و عقد نے بلکہ ہر موافق و مخالف نے یہ تسلیم کر لیا کہ حضرت مرزا صاحب کا مضمون بالا رہا۔

پیسہ اخبار کا ایڈیٹر محبوب عالم جو حضرت اقدس کا سخت مخالف تھا دورانِ تقریر میں اس قدر خوش اور متاثر تھا کہ کرسی سے اُچھل اُچھل پڑتا تھا۔"

(مجدّدِ اعظم جلد اوّل صفحہ ۴۴۸)

۴۔ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب کو بھی اس جلسہ مذاہبِ اعظم میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی بلکہ آپ بطور زُود نویس مقررین کی تقاریر لکھتے رہے۔ جو بعد میں رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب میں شائع ہوئیں۔ حضرت اقدس کے مضمون کے سامعین پر اثر انداز ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں:

"یہاں تک کہ بعض شدید مخالفین نے بھی اعتراف کیا کہ اس مضمون نے اسلام کو فتح نمایاں دی۔ خود مولوی محمد حسین بٹالوی نے یہ اعتراف کیا۔ منشی محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور (۱۹۳۰ء میں بمبئی میں تھے...... روزانہ اپنی صبح کی سیر کے خاتمہ پر میرے پاس آکر کم از کم آدھا پونا گھنٹہ بیٹھتے اور مختلف امور ماضیہ و جاریہ پر تبادلہ خیالات کرتے) نے مجھ سے بیان کیا کہ "میں برابر پوری توجہ سے اس مضمون کو سُنتا رہا ہوں۔ پُرانی روایات یا اس ماحول کی وجہ سے جس میں میں نے پرورش پائی ہے میں مرزا صاحب کے

دعاوی کو تسلیم تو نہیں کرتا۔ مگر اس میں شبہ نہیں کہ اس جلسہ میں جو مضمون انہوں نے پیش کیا ہے اس کا ایک ایک فقرہ مجھ پر وجد طاری کرتا تھا اور بعض اوقات میں اپنی حرکات سے بے اختیار داد دینے پر مجبور ہوجاتا تھا۔ اس مضمون میں وہ اسرار بیان ہوئے ہیں جو کسی ظاہری علم اور فکر کا نتیجہ نہیں ہو سکتے۔''

(حیات احمد جلد دوم ص۴۹۵)

''پنجاب آبزرور'' نے اس مضمون کی توصیف میں کالموں کے کالم بھر دیئے۔ ''پیسہ اخبار'' ''چودھویں صدی'' ''صادق الاخبار'' ''مخبر دکن'' و اخبار جنرل و گوہر آصفی کلکتہ وغیرہ تمام اخبارات بالاتفاق اس مضمون کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہوئے۔

مضمون اسلامی اصول کی فلاسفی کی اشاعت

یہ مضمون پہلے رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب لاہور مطبوعہ ۱۸۹۷ء میں من وعن شائع ہوا۔ پھر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی زندگی میں ۱۹۰۵ء میں یہ مضمون اسلامی اصول کی فلاسفی یا حقیقت اسلام کے نام سے شائع ہوا۔ اس کا انگریزی ترجمہ ۱۹۰۱ء میں دی ریویو آف ریلیجنز میں بالاقساط شائع ہوا۔ اس ترجمہ کی نظر ثانی الیگزنڈر وہپ رسل نے کی۔ یہ کتابی صورت میں ٹیچنگ آف اسلام کے نام سے ۱۹۱۰ء میں لنڈن سے شائع ہوا۔ دوسرا انگریزی ترجمہ حضرت چوہدری ظفراللہ خاں صاحب نے ۱۹۲۴ء میں کیا۔ بعد میں ۱۹۷۶ء میں حضرت چوہدری صاحب نے ترجمہ پر نظر ثانی فرمائی۔ اور فلاسفی آف اسلام کے نام سے شائع ہوا۔ اب تک اس کے کئی اردو اور انگریزی ترجمے میں لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں اس کا ترجمہ فرانسیسی ڈچ۔ سپینش۔ عربی۔ فارسی وغیرہ ۲۶ زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

اس مضمون کو خاص اہمیت یہ ہے کہ اس میں کسی دوسرے مذہب پر حملہ نہیں کیا گیا۔ بلکہ محض دین حق کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔ اور سوالات کے جوابات قرآن مجید ہی سے دیئے گئے ہیں اور ایسے طور پر دیئے گئے کہ جن سے دین حق کا تمام مذاہب سے اکمل اور احسن اور اتم ہونا ثابت ہوتا ہے۔

"مضمون بالا رہا"

آج سے سو سال پہلے ہم نے دیکھا اک نشان
جس نشاں سے محوِ حیرت ہو گیا سارا جہاں
منعقد لاھور میں اِک جلسۂ اعظم ہوا
اہلِ مذہب کو تھی جس میں دعوتِ زورِ بیاں
ایک خوشخبری تھی اس میں حق پرستوں کیلئے
سب پہ غالب آئے گا اسلام کا اِک پہلواں
اپنے اپنے وقت میں سب نے لگایا خوب زور
اپنے مسلک کی بیاں کرتے رہے سب خوبیاں
پیش لیکن جب ہوا مضمونِ سلطان القلم
ہو گئے مسحُور اُس مجلس میں سب خُورد و کلاں
فلسفہ قرآن کی تعلیم کا روشن ہوا
علمِ قرآنی کا تھا مضمون بحرِ بے کراں
اہلِ دانش کہہ اُٹھے سُن کر وہ رشحاتِ قلم
سارے جلسہ کا یہی مضمون ہے روحِ رواں
جو کہا اللہ نے شبّیر وہ پورا ہوا
اِک جری اللہ کا مضمون ہی بالا رہا

چوہدری شبیر احمد

جلسہ اعظم مذاہب لاہور کے محرّک

سوامی شوگن چندر کے احوال و آثار

تحریر ـــــــــــــــ محمد عبدالمالک "عاصم جمالی"

اُنیسویں صدی عیسوی کے اواخر میں مختلف مذاہب کی بحث وتمحیص کا سلسلہ شروع ہوا جس میں ایک دوسرے کے مذاہب کو سمجھنے کے لئے جلسوں کا انعقاد ہونے لگا۔ چنانچہ امریکہ کے شہر شکاگو میں ایسا ہی ایک جلسہ امن و شائستگی سے ہوا۔ جبکہ برصغیر ہند کا میدان مختلف مذاہب کے لئے زیادہ سازگار تھا۔ چنانچہ ایسے جلسوں کے محرک ایک ہندو سادھو سوامی شوگن چندر صاحب تھے۔ جنہوں نے ۱۸۹۵ء میں اس قسم کا پہلا جلسہ اجمیر شریف میں کیا۔ اپنی اس تحریک کے سلسلہ میں انہیں خیال ہوا کہ دھرم مہوتسو یعنی جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں منعقد کیا جائے۔ اس لحاظ سے اگر اس جلسہ کو انیسویں صدی کی زبردست مذہبی یادگار کے نام سے موسوم کیا جائے تو یہ اس کے شایان شان ہے۔

اس جلسہ کے بانی سوامی شگن چندر صاحب تھے۔ (رپورٹ جلسہ مذاہب میں آپ کا نام اسی طرح رقم ہے۔ اگرچہ باقی اکثر مقامات پر جہاں اس واقعہ کا ذکر ہے موصوف کا نام شوگن چندر لکھا ہے) آپ ہندوؤں کی کائستھ ذات سے تھے دھرم تیوں کی رُو سے انہیں ایک درمیانی ذات قرار دیا گیا ہے۔ لیکن کُتبوں میں یہ اکثر کھتری ظاہر کئے گئے ہیں۔ ان کا پیشہ مدتوں سے تحریر وکتابت چلا آرہا ہے) یہ قدرت کی عجب ستم ظریفی ہے یا کوئی ماوراء العقل راز کہ باوجود یہ شخص ایک بہت بڑے جلسے کا محرک بنا اور بہت سارے لوگوں سے وابستہ بھی رہا۔ مگر اس کے ذاتی حالات مناسب تفاصیل کے ساتھ محفوظ نہیں ہیں۔ چند یادداشتوں میں معمولی اشارات ملتے ہیں۔

سوامی شوگن چندر کا وطن اور تاریخ پیدائش کے بارے میں کوئی معلومات نہیں ملیں۔ البتہ جلسہ اعظم مذاہب میں ان کی بھی ایک تقریر تھی۔ جس میں آپ نے بتایا کہ وہ کچھ عرصہ کے لئے فقیر ہو گئے اور ضلع گجرات کے قصبہ کنجاہ کے مقام پہ ایک مہاتما سے آپ کا تعلق ہو گیا تھا۔ اس بیان سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ ضلع گجرات ہی میں ان کا مولد و مسکن ہوگا۔ کیونکہ جس مہاتما کو ملنے کا ذکر کیا وہ ضلع گجرات کے قصبہ کنجاہ میں تھے۔ یہ علاقہ کنجاہ کے مہاتما کون تھے اور ان کا نام کیا تھا۔ مذہب و مسلک کیا تھا۔ معلوم نہیں

ہو سکا۔ تاہم سوامی صاحب کا وطن اس نسبت سے کنجاہ ضلع گجرات (پنجاب) کو بھی تسلیم کیا جاسکتا ہے اگر کوئی شخص پوری شرح و بسط سے پردہ اٹھا سکتا تھا۔ تو وہ حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی .... کا وجود تھا (سابق ہریشن چندر ولد مہتہ گوداند تا مل موہن پیدائش یکم جنوری ۱۸۷۹ء بمقام کنجرور دتاں تحصیل شکر گڑھ۔ وفات ۵ جنوری ۱۹۶۱ء) حضرت بھائی صاحب اپنے ایک مضمون مطبوعہ ۲۰ جنوری ۱۹۴۶ء میں لکھتے ہیں کہ:۔

"جلسہ کی تمام تر کارروائی کے دوران میں اور پھر رپورٹ کی اشاعت تک تو سوامی جی ملتے ملاتے اور آتے جاتے رہے پھر نہ معلوم وہ کیا ہوئے اور کہاں چلے گئے۔ گویا خدا کی قدرت کا ہاتھ انہیں اس خدمت کی غرض سے قادیان لایا تھا۔ اور پھر پہلے کی طرح غائب کر دیا۔"

بہر حال سوامی شوگن چندر کے ایک ہمنشین اور مصاحب حضرت منشی جلال الدین بلانوی...... جو حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ...... کے اس جلسہ میں پڑھے گئے مضمون کے کاپی نویس بھی تھے کا بیان ہے کہ شوامی شوگن چندر رسالہ فوجی میں ہیڈ کلرک تھے۔ کہ ان کے عیال و اطفال فوت ہو گئے۔ اس لئے نوکری چھوڑ کر فقیر بن گئے۔ اس بیان سے اس امر کا تو پتہ چلتا ہے کہ آپ ایک پڑھے لکھے آدمی تھے۔ جو کہ رسالہ فوجی میں ہیڈ کلرک تھے۔ مگر یہ پتہ نہیں چلتا کہ ان کی بیوی اور بچوں پر کیا وبا یا آفت وارد ہوئی کہ وہ فوت ہو گئے۔ اور وہ رسالہ فوجی کہاں تھا۔ لیکن ایک رستہ کھلا تھا کہ حضرت منشی جلال الدین بلانوی صاحب.... کے حالات سے رسالہ فوجی کا تعین کیا جا سکتا تھا مگر باقی امور پھر بھی پردہ راز میں رہے۔

سوامی صاحب کے حالات مندرجہ جلسہ مذاہب رپورٹ میں اس بیان کی جزوی تائید کی جھلک پائی جاتی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"لڑکپن سے میری زندگی عجیب ہو رہی ہے۔ چھوٹی عمر سے ہی مجھے مذہب کا خیال تھا۔ مجھے ملازمت بھی ایسی مل گئی جس میں اکثر مجھے دورہ پر رہنا پڑتا تھا۔ اور اس طرح میں اکثر مذاہب مختلف کے لوگوں سے ملتا رہتا تھا۔ میرا تمام تجربہ یہی ہے اور میں نے بھی سمجھا کہ اگر ہمارے ملک کو کسی کی ضرورت ہے تو باعمل لوگوں کی ضرورت ہے۔ یہ بات جب مجھے سمجھ آگئی تو میں کچھ عرصہ کے لئے فقیر ہو گیا۔ گجرات کے علاقہ میں کنجاہ مقام میں ایک مہاتما تھے۔ اور میرا ان سے تعلق ہو گیا۔ میں جہاں کہیں ہوں وہ مجھے خواب کے ذریعہ

سے ہدایت کرتے تھے چنانچہ ان کے ایسے ہی حکم سے میں تین چار سال تک کائستھ شوشل ریفارم میں لگا رہا۔"
(ایضاً صـ۲۵۳)

مزید لکھتے ہیں:۔

"کہ انسان کو تمام قسم کے فرائض ادا کرنے چاہئیں۔ میں اپنے بزرگوں کی زیادہ خدمت نہیں کر سکا۔"
(ایضاً صـ۲۵۴)

اس سے عیاں ہے کہ آپ اپنے گیان دھیان میں لگے رہے اور اپنے بزرگوں۔ والدین وغیرہ کی خدمت نہ کر سکے۔

سوامی شوگن چندر صاحب کو اچانک ۱۸۹۲ء میں خیال ہوا کہ جب تک سارے لوگ اکٹھے نہ ہوں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے آپ نے ۱۸۹۵ء میں اجمیر میں ایک دھرم مہوتسو (جلسہ مذاہب) کیا۔ پھر لاہور میں آ کر ان ہی نقوش پر کام شروع کیا۔ اور ۱۸۹۶ء کو جلسہ مذاہب بمقام لاہور منعقد کیا۔

مذکورہ جلسہ کے متعلق سوامی شوگن چندر نے لکھا ہے کہ:۔

"مجھے مینیجنگ کمیٹی کے بعض ممبروں کا خاص شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ جنہوں نے مجھے ہر طرح مدد دی۔"

اس بیان کی تائید حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کے مضمون سے بھی ہوتی ہے موصوف رقم طراز ہیں کہ:۔

"کبھی وہ (یعنی سوامی شوگن چندر) خود بطریق احتیاط قادیان آتے تو کبھی پیامبروں کے ذریعہ ان کی ضروریات کا انتظام کیا جاتا رہا۔ اور اس طرح ہوتے ہوتے مطلوبہ کانفرنس کے قیام کی جھلک نظر آنے لگی۔ حضرت مسیح موعود کی رہنمائی میں ایک ڈھانچہ تیار کیا گیا۔ اور کام کرنے والے آدمیوں اور اخراجات کے کثیر حصہ کا انتظام حضرت اقدس (مسیح موعود) کی طرف سے دیکھ کر اس ڈھانچہ میں زندگی کے آثار بھی نمودار ہوگئے اور اس طرح سوامی شوگن چندر صاحب نے گویا حضور کی اس دینی خواہش کے پورا کرنے میں ایک غیبی فرشتہ کا کام کیا۔"
(ایضاً ۲۴۸)

سوامی شوگن چندر اپنی وضع قطع میں جیسے دکھائی دیتے تھے اس کا نقشہ موصوف کی تقریر سے قبل جناب خدا بخش صاحب جج نے ان الفاظ میں کھینچا جو رپورٹ جلسہ مذاہب میں درج ہیں:۔

"صاحبان اب آپ کے سامنے ایک مورتی پیش کی جاتی ہے جو اپنی شکل قطع لباس (مراد سادھوانہ) کے باعث ایک کامل مورتی۔ میری مراد اس سے سوامی سادھو شوگن چندر جی ہیں جو اس جلسہ کے اصل محرک اور بانی ہیں۔ امید ہے کہ آپ ان کی باتیں سن کر خوش ہوں گے۔"
(ص ۲۵۳)

اس جلسہ دھرم مہوتسو کے سیکرٹری دھنپت رائے بی اے ایل ایل بی پلیڈر چیف کورٹ پنجاب تھے۔ جنہوں نے ایگزیکٹو کمیٹی دھرم مہوتسو کی اجازت خاص سے ۱۸۹۷ء میں مطبع صدیقی لاہور سے ۱۴۲۵ کی تعداد میں (خواجہ غلام محی الدین صاحب تاجر پشمینہ لاہور کی فرمائش پر) "رپورٹ جلسہ مذاہب" (دھرم مہوتسو) شائع کی۔ اگرچہ شروع ہی سے سوامی شوگن چندر صاحب کے "اشتہار واجب الاظہار" ______ میں اس امر کا اظہار موجود تھا کہ یہ سب تقریریں ایک مجموعہ میں چھپ کر پبلک کے فائدے کے لئے اردو انگریزی میں شائع کر دی جائیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ تاجر مذکور نے سوامی جی کے جذبہ سے متاثر ہو کر اس کی اشاعت میں کوئی خاص مدد دی ہوگی۔ جس کے باعث تاجر صاحب کا نام بطور فرمائش خاص رپورٹ جلسہ مذاہب کے ٹائیٹل پیج پر مذکور ہے۔

رپورٹ کا اردو ایڈیشن (بار اول) ہمارے پیش نظر ہے۔ مگر سوامی جی کے اعلان کے مطابق رپورٹ کا انگریزی ایڈیشن آج تک ہماری نظروں سے نہیں گزرا۔

حضرت بھائی عبدالرحمٰن قادیانی .... اپنے مضمون میں بیان کرتے ہیں:۔

"رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب شائع ہوئی۔ اور منتظمہ کمیٹی جس کے اراکین ہر مذہب و ملت کے ممبر اور اپنے طبقہ کے ذمہ دار لوگ تھے، کی طرف سے اس کے خرچ وصرف سے شائع ہوئی۔"
(رفقاء احمد جلد نہم ص ۲۵۷)

یہ درست معلوم ہوتا ہے کہ خرچ وصرف کا معتدبہ حصہ اراکین کمیٹی ہی کا ہوگا مگر رپورٹ کے ابتداء اور آخر میں دیئے گئے اشتہارات اس امر کی غمازی کرتے ہیں۔ کہ اس کی اشاعت میں حصہ لینے والوں میں چند اشاعتی مراکز اور اخبارات و رسائل کا بھی حصہ تھا۔ کیونکہ ان کے اشتہارات بھی اس رپورٹ کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ ان مختلف النوع اشتہارات میں سے یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ جلسہ ہر مذہب و ملت میں کس قدر مقبول ہو چکا تھا۔ اور اس کے مضامین سے تحریری اطلاع پانے کی کس قدر بے قراری تھی۔

سوامی شوگن چندر نے اپنی مختصر تقریر میں اپنے مذہب کے بارے میں بھی پردہ اٹھایا ہے۔

باقی ص ۴۵ پر

"میرا کوئی اور مذہب نہیں سوا اس کے جو میرے ماں باپ کا تھا۔"

اس سے ظاہر ہے کہ سوامی جی کی تربیت میں موصوف کے ماں باپ کا اثر موجود ہے جو ان میں جلسہ اعظم کے وقت بھی موجود تھا۔ مگر سوامی جی کے والدین کے نام ابھی تک معلوم نہیں ہو سکے۔ سوامی جی اپنے مذہب کی مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سادھارن میرا مذہب یعنی آسان مذہب یہ وہی مذہب ہے جو سب سے پہلے ہندوستان میں تھا۔

سوامی جی نے اپنی کتاب بھی لکھی جو جلسہ مذاہب کے موقعہ پر دستیاب تھی۔ مگر آج وہ شاید کہیں بھی نہ مل سکے۔ البتہ اہلِ علم کے ذاتی کتب خانوں میں کہیں محفوظ ہو تو ہو۔ مگر اس کا تذکرہ سوامی جی کے نام کے ساتھ کہیں سننے میں نہیں آیا ہے۔

سوامی شوگن چندر کے خیالات سے اتفاق و اختلاف ممکن ہے مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ ایک امن پسند انسان تھے۔ جو صداقت کے جویا تھے۔ کہ انہوں نے اپنے جلسہ مذاہب کے پہلے اشتہار میں لکھا تھا کہ

"ان سب بزرگوں کے مجمع میں ہر ایک تقریر کا دوسرے کی تقریر کے ساتھ موازنہ کریں اور جہاں حق کی چمک پاویں اس کو قبول کریں۔"

مگر سوامی جی نے اپنے ان خیالات کے برخلاف کسی تقریر کے حُسن و قبح پر تبصرہ نہیں کیا۔ بلکہ اگر کوئی تبصرہ کے رنگ میں ان سے بات منسوب کی جاسکتی ہے تو ان کا یہ بے ضرر سا اور محتاط رنگ میں بیان ہے:۔

"مجھے پہلے سے ہی یقین تھا کہ کوئی مذہب خوبیوں سے خالی نہیں۔ لیکن مذہب میں بظاہر کوئی کمی یا خرابی نظر آتی ہے تو اس لئے کہ ہر ایک مذہب والے اپنے مذہب کی خوبیوں پر عمل نہیں کرتے۔ چنانچہ اب اس مقام پر ہر ایک نے اپنے مذہب کی عمدگیاں ظاہر کر کے لوگوں کو فائدہ پہنچایا ہے۔"

حضرت بھائی عبدالرحمٰن قادیانی صاحب نے سوامی شوگن چندر کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ اظہار کا متقاضی تھا۔ مثلاً یہی کہ

"۱۸۹۶ء کے نصف دوم کا زمانہ تھا۔ کہ اچانک ایک اجنبی انسان سادھو منش بھگوے کپڑوں میں ملبوس شوگن چندر نام وارد دارالامان ہوا۔ اور جلد ہی ہماری مجالس کا ایک بے تکلف رکن نظر آنے لگا۔ ایک آدھ دن سیدنا حضرت حکیم الامت مولانا مولوی

بقیہ: صہ ۴۵ پر

مُصطفٰے کا نُور چمکا درمیانِ انجمن

اِک صدی پہلے مذاہب کی وہ جولاں گاہ دیکھ!
حق پرستوں کو ملی جو حق سے عزّ و جاہ دیکھ!
جلسۂ اعظم بنا میداں اگر ادیان کا
گوئے سبقت لے گیا واں فلسفہ قرآن کا
نطقِ روشن کِس کا تھا رُوح و روانِ انجمن؟
کِس کا اعجازِ بیاں تھا عَین جانِ انجمن؟
پہلواں ہر مذہب و مِلّت کا گھبرایا ہوا
کون تھا زورِ بیاں سے بزم پر چھایا ہوا؟
اَے مرے مہدی دکھایا آپ نے رُخ یار کا
کر لیا اقرار سب نے نُور کے دیدار کا
تھی جھلک محبُوب کی آئینۂ تقریر میں
حُسنِ مطلوبہ ہو جیسے سامنے تصویر میں

مصطفٰےؐ کا نُور چمکا درمیانِ انجمن

مُنہ چُھپاتے پھر رہے تھے پادری اور برہمن
مقصدِ ہستی کی یُوں تصویر کھینچی آپ نے
ہاں چلا دی کُفر کے پردوں پہ قینچی آپ نے
دِل سے جو اُٹھا زباں پہ آ گئے وہ نالہ رہا
اُس بھری محفل میں مضموں آپ کا بالا رہا

عبد السلام اسلام

بقیہ: سوامی شوگن چندر کے احوال و آثار

نورالدین صاحب ...... کی مجلس میں شریک ہوا۔ تو دوسرے ہی روز وہ ..... حضرت اقدس مسیح موعود .... کے دربار شام اور صبح کی سیر میں شامل ہو کر حضور کی خاص توجہات کا مورد بن گیا۔ کیونکہ وہ شخص اپنے آپ کو حق کا متلاشی اور صداقت کا طالب ظاہر کرتا ہوا اپنی روحانی پیاس بُجھانے کے لئے آسمانی پانی کی تلاش میں دور و نزدیک قریہ بہ قریہ بلکہ کُو بکُو سرگرداں پھرتا ہوا قادیان کی مقدس بستی میں اپنے مدعا و مقصود کے حصول کی اُمید لے کر آیا اور کچھ لے کر ہی لوٹنے کی نیت سے پہنچا تھا۔ اور اس کی نیک نیتی ہی کا نتیجہ تھا کہ وہ باوجود غیر ہونے کے بہت جلد اپنا لیا گیا۔ وہ صرف سادھو تھا جو بھگوے کپڑوں میں اپنا فقرو حاجات چھپائے تھا۔" (رفقاء احمد جلد نہم ص۲۴۵ تا ۲۴۶)

سوامی صاحب کے رپورٹ کی اشاعت تک ملتے ملاتے رہنے کا ذکر ملتا ہے۔ لعد میں غائب ہو گئے۔ تاہم سوامی شوگن چندر جی کی وفات بعمر ۶۷ سال ۱۷ اگست ۱۹۱۵ء کو دہلی میں ہوئی۔ اس لحاظ سے سوامی جی کا سال پیدائش ۱۸۴۸ء بنتا ہے۔ اور اگر سوامی شوگن چندر کے حالات بیان کردہ کو مدنظر رکھا جائے تو موصوف ضلع گجرات کے قصبہ کنجاہ سے تعلق رکھنے والے تھے۔

حضرت اقدس ...... کے مضمون

"اسلامی اصول کی فلاسفی" کے رُوحانی اثرات

مرسلہ: قمرالزّمان مرزا

"جو شخص اس مضمون کو اوّل سے آخر تک پانچوں سوالوں کے جواب سنے گا میں یقین کرتا ہوں کہ ایک نیا ایمان اس میں پیدا ہوگا اور ایک نیا نُور اس میں چمک اُٹھے گا۔"
(اشتہار ۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ء)

ماہنامہ انصاراللہ جون ۱۹۹۶ء کی خصوصی اشاعت میں اسلامی اصول کی فلاسفی کے رُوحانی اثرات پر مضمون شائع ہوا ہے۔ اب اسی سلسلہ میں بعض اور واقعات دئے جا رہے ہیں کہ کس طرح اس مضمون کی برکات ظاہر ہوئیں۔

۱

مالابار کا علاقہ جو ہندوستان کا جنوبی ساحلی علاقہ کہلاتا ہے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ پہلی صدی ہجری میں اس ساحل سمندر پر بعض عرب تاجران نے تجارت کی غرض سے ڈیرے ڈالے پھر ایک کے بعد دوسرے عرب تاجروں نے اس علاقہ کو اپنا مسکن بنایا۔ اور یوں ہندوستان کے اس ساحلی علاقہ میں اسلام کی ابتداء ہوئی۔ ان عرب تاجروں کی اولاد آہستہ آہستہ ہندوستان کے کلچر اور تمدن میں ایسی رنگی گئی کہ بہت سی غیر اسلامی بدعات اور ہندوانہ رسوم ان میں راہ پاگئیں۔

ہندوستان کا یہ علاقہ جو مالابار کے نام سے مشہور ہے تقسیم ہندوستان سے قبل دو تین ریاستوں پر مشتمل تھا۔ نسبتاً بڑی ریاست جو "کوچی" کے نام سے مشہور تھی اس کا صدر مقام کنانور شہر تھا۔ انیسویں صدی کے آخر میں اس شہر کی آبادی تیس ہزار کے قریب

تھی۔ ریاست کے راجہ کا نام ارکل راجہ تھا۔ جو کل دیپ کے نام سے جانا جاتا تھا۔ راجہ نے اپنے ایک عزیز محمد دیدی کو کسی وجہ سے ناراض ہو کر اپنی ریاست سے نکال دیا۔ محمد دیدی صاحب ریاست بدری کے عرصہ میں ہندوستان کے مشہور شہروں کی سیر کرتے رہے۔ آخر ۱۸۹۷ء میں کلکتہ میں قیام پذیر تھے۔ کہ راجہ کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ محمد دیدی صاحب نے اپنے دیس واپس جانے کی ٹھانی۔ اور واپسی کی تیاری شروع کر دی۔ اس وقت ان کو اپنے چار پانچ دوستوں کا خیال آیا۔ جو کنانور شہر کے چند نوجوان تھے۔ جن کے آپس میں بہت گہرے دوستانہ تعلقات تھے۔ اکثر اکٹھے اٹھتے بیٹھتے تھے۔ جن میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ عبدالقادر۔ کچال۔ ای عبدالقادر کٹی۔ کے محمد کنجی۔ کے ایم ابراہیم کنجی۔ گلفل عبدالقادر کویا۔ محمد دیدی کو خیال آیا کہ جب میں واپس جاؤں گا اور ان کو ہندوستان بھر کے شہروں کی باتیں سناؤں گا تو وہ کیا کہیں گے۔ کیوں نہ ان کے لئے کچھ نہ کچھ تحائف لے جاؤں۔ اس خیال کے آتے ہی انہوں نے اپنے دوستوں کے ذوق کے مطابق چند تحائف خریدے۔ چنانچہ اپنے دوست ای عبدالقادر کٹی صاحب کے لئے جلسہ اعظم مذاہب کی رپورٹ (جس میں حضرت مسیح موعود کا مضمون "اسلامی اصول کی فلاسفی" شائع ہوا تھا) خریدی۔ محمد دیدی صاحب خود بھی یہ کتاب قبل ازیں پڑھ چکے تھے اور اس پر اخبارات نے جو تبصرے کئے تھے ان کی نظر سے گزر چکے تھے۔ اپنے دوست ای عبدالقادر کٹی کے ذوق کو دیکھتے ہوئے اس کے لئے یہ کتاب خریدی۔ مزید تفصیل الحکم قادیان کے شمارے سے پیش خدمت ہے۔

"یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مسیح موعودؑ کے دعوے کی وجہ سے دنیا کے سمندر میں تلاطم عظیم پیدا ہو چکا تھا۔ مخالفت کی خطرناک لہریں اُٹھ رہی تھیں۔ اور ہزاروں انسان اس میں بہتے چلے جا رہے تھے۔ دسمبر ۱۸۹۶ء میں وہ معرکہ عظیم جو جلسہ اعظم کے نام سے پکارا جاتا ہے خدا کے برگزیدہ نبی کے ہاتھ پر ختم ہو چکا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کا وہ عظیم الشان لیکچر اسلامی اصول کی فلاسفی چھپ کر اکناف عالم میں شائع ہو رہا تھا۔

اس وقت محمد دیدی صاحب کلکتے میں تھے اور چاہتے تھے کہ اپنے صادق دوست عبدالقادر صاحب کے لئے کوئی تحفہ خریدیں۔ خدا کی باریک در باریک مصلحتوں نے محمد دیدی کے ہاتھ میں اس مصلح عظیم کا لیکچر اسلامی اصول کی فلاسفی پہنچائی اور اسے یہ تحفہ اس قدر پسند آیا کہ اس نے اس کو عبدالقادر کے لئے خرید لیا۔ یہ تھا بیج احمدیت جو خریدا گیا.........

غور کرو کل دیپ سے ایک امیر آدمی کا اخراج ہوتا ہے وہ نکل کر ایک دوسرے شہر میں آتا ہے۔ جہاں کہ خدا تعالیٰ اندر ہی اندر ایک اسلامی جماعت پیدا کر رہا ہے۔ محمد دیدی کلکتہ کی سیر

کو جاتا ہے۔ اسلامی اصول کی فلاسفی اس کے ہاتھ میں آتی ہے۔ وہ اس کو خرید کر اس زمین میں لے جاتا ہے جہاں کہ اس کے بونے کے لئے پہلے سے زمین درست ہو چکی ہے۔ بلکہ بیج اپنی منزل مقصود کو جا پہنچتا ہے تو محمد دیدی کو نکالنے والا خود مر جاتا ہے اور بیج اس جگہ پہنچا کر محمد دیدی اپنے ملک میں واپس ہو جاتا ہے۔ کیا یہ خدا تعالیٰ کا کام نہیں اور کیا ان غیبی مددوں سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ مسیح موعودؑ کے لئے خدا خود سامان پیدا کر رہا تھا۔ اور خود رُوحوں کو کھینچ رہا تھا۔ غرض ۱۸۹۸ء میں احمدیت کا بیج اس علاقہ میں بو دیا گیا۔"

(الحکم ۷، دسمبر صـ۶ اور ۱۴، دسمبر ۱۹۱۹ء صـ۴)

اس طرح ای عبدالقادر کٹی صاحب کو احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد ایک کے بعد ایک سعید رُوح احمدیت کی آغوش میں آتی گئی۔ اس طرح مالابار میں اللہ تعالیٰ نے ایک مضبوط جماعت پیدا کر دی۔

(۲)

حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب..... حیدر آباد دکن کے بہت مخلص دعاگو اور صاحب رویا اور مخیر دوست تھے۔ ان کی قبول احمدیت کی داستان ان کے صاحبزادے محترم علی محمد الہ دین صاحب کے قلم سے "احمدیہ گزٹ" کینیڈا جولائی ۹۶ء میں یوں ہے۔

"حضرت سیٹھ صاحب دن رات اپنے وسیع کاروبار میں مشغول رہا کرتے تھے۔ کسی نے آپ کو مطالعہ کے لئے "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا انگریزی ترجمہ دیا۔ اس کتاب کے مطالعہ نے آپ کے دل پر ایسا گہرا اثر کیا کہ اپنے خرچ پر کئی نسخے منگوا کر اپنے مسلم اور غیر مسلم دوستوں کو تحفے دیئے۔ سب نے ہی کتاب کو بہت سراہا۔ پھر حضرت سیٹھ صاحب نے اپنے خاندان کو بھی اس لطف میں شامل کرنے کے لئے کتاب کا گجراتی زبان میں ترجمہ کیا اور شائع کر کے مفت تقسیم کا اہتمام کیا۔

...... حضرت سیٹھ صاحب نے جب "اسلامی اصول کی فلاسفی" میں یہ پڑھا کہ خدا اب بھی دعاؤں کو سنتا اور ان کا جواب دیتا ہے تو اس دعویٰ کو آزمانے کا فیصلہ کیا۔

پھر خان بہادر نواب احمد نواز جنگ سے اس کے دیگر زبانوں میں تراجم کروا کے شائع کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو نواب صاحب نے اس کتاب کا ایک نسخہ نظام دکن کے چیف سیکرٹری نواب سر امین جنگ بہادر کو تبصرہ کے لئے بھجوایا۔

چیف سیکرٹری نے مطالعہ کے بعد مزید تراجم کروانے کی بھرپور تائید کی۔ چنانچہ مراٹھی۔ ہندی۔

باقی صـ۵۴ پر

اسلامی اصول کی فلاسفی کے انگریزی ترجمہ پر ریویو

مرتبہ: محترم محمود احمد اشرف صاحب

"مجھے جتلایا گیا ہے کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کھل جائے گا اور قرآنی سچائی دن بدن زمین پر پھیلتی جائے گی جب تک اپنا دائرہ پورا کرے۔" (مجموعہ اشتہارات جلد دوم)

جلسہ اعظم مذاہب لاہور ۱۸۹۶ء میں حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ..... کے مضمون پر برصغیر کے اخبارات و جرائد نے نہایت شاندار تبصرے کئے ان میں سے بعض اخبارات نے تو نہایت تفصیل کے ساتھ آپ کے مضمون کی فوقیت اور غالب آنے کا تذکرہ کیا۔

حضرت اقدس...... کے مضمون اسلامی اصول کی فلاسفی کا جونہی انگریزی زبان میں ترجمہ ہوا۔ تو قرآن کریم کے حقائق اور معارف سے علمی دنیا روشناس ہوئی اور عالمی شہرت رکھنے والے رسائل و جرائد نے شاندار ریویو لکھے۔ درج ذیل چند جرائد کے ریویوز ہدیہ قارئین کئے جارہے ہیں۔ جو ریویو آف ریلیجنز کی جلد نمبر ۱۰-۱۱ میں طبع ہوئے۔

Theosophical Book Notes (March 1912):-

"We have read with pleasure and profit a small volume entitled *The Teachings of Islam*, which has been sent us the office of *The Review of Religions*, Punjab, India. To us it seems the best and most attractive presentation of the Faith of Muhammad which we have yet come across. It is the work of the late Mriza Ghulam Ahmad and has been most admirably translated from Urdu by Muhammad Ali of Qadian. Few are the passages to which the broad-minded Christian or Jew need take exception, and many are the stimulating thoughts and expositions which would find an echo in the hearts of lovers of God in any religion.......

Admirably calculated to appeal to the student of comparative religion, who will find exactly what he wants to know as to Muhammadan doctrines on souls and bodies, the three worlds, divine existence, moral law and much else."

ترجمہ: تھیوسافیکل بک نوٹس

ہمیں اس مختصر سی کتاب کو پڑھ کر بہت مسرت ہوئی۔ اور ہم نے اسے بہت مفید پایا۔ اس کا عنوان دی ٹیچنگز آف اسلام ہے۔ جو کہ ریویو آف ریلیجنز پنجاب (انڈیا) کے دفتر سے ہمیں بھیجی گئی ہے۔ ہمارے نزدیک یہ اسلام کی بہترین اور سب سے زیادہ دلکش تصویر پیش کرتی ہے۔ یہ (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب مرحوم کی تصنیف ہے۔ جس کا قادیان کے محمد علی صاحب نے اردو سے انگریزی میں بہت عمدہ ترجمہ کیا ہے۔ صرف چند عبارتیں ہیں جو ایک ایک وسیع الخیال عیسائی یا یہودی کے لئے قابلِ اعتراض ہونگی۔ مگر زیادہ تر ایسے فکر انگیز خیالات اور تشریحات ہیں جن کی بازگشت ہر مذہب میں خدا تعالیٰ سے محبت کرنے والے دلوں میں سنائی دے گی۔ موازنہ مذاہب کے ایک طالب علم کو متاثر کرنے کے لئے یہ خیالات بہت عمدگی سے پیش کئے گئے ہیں۔ جو کہ بالکل یہی جاننا چاہتا ہے کہ اسلام ارواح، اجسام، تین عالموں، پاکیزہ زندگی، اخلاقی قوانین اور اس کے علاوہ بہت سے دیگر موضوعات پر کیا عقائد رکھتا ہے۔

The Indian Review (November and December 1911):-

"We are glad that we have been afforded opportunity of persuing and commenting on this very interesting booklet. Mr. Mirza bears a wide reputation as an authoritative and powerful writer on religious subjects and the present production from his versatile pen has contributed materially to the augmentation of his fame. He is one of that small band of Indian writers to whom the Urdu language is much indebted for the sublimity, elegance, and purity of their style..........."

"The author has divided his subject into the physical, mental and spiritual conditions of man, and has also separate chapters on the existence and attributes of God, on the state of man in the after-life, and other allied subjects. He deals with these difficult and intricate problems

in a lucid, comprehensive and philosophical manner which evokes admiration. His discourse on the spiritual conditions of man is worthy of the writer, and deserves repeated perusal.........

We need hardly remark that such teachings will do credit to any religion. The book deserves to be in the hands of every Muhammadan student and also in the libraries of those who wish to know something of Muhammadan religion."

ترجمہ: دی انڈین ریویو (نومبر، دسمبر ۱۹۱۱ء)

ہمیں اس نہایت دلچسپ کتابچہ کے مطالعہ اور تبصرے کا موقع ملنے پر بے حد خوشی ہے۔ جناب مرزا صاحب مذہبی موضوعات پر لکھنے میں ایک مستند اور زبردست مصنّف ہونے کی حیثیت سے بڑی وسیع شہرت کے مالک ہیں۔ آپ کے ہمہ گیر قلم سے تصنیف ہونے والی یہ کتاب آپ کی اس شہرت میں درحقیقت بڑے اضافہ کا باعث بنے گی۔ مرزا صاحب ہندوستان کے اُن چند مصنّفین میں سے ہیں جن کے اندازِ تحریر کی بلندی و عظمت، نفاست اور پاکیزگی کی وجہ سے اردو زبان آپ کی بے حد زیرِ احسان ہے.......

مصنّف نے اپنے مضمون کو انسان کی جسمانی، دماغی اور روحانی حالتوں میں تقسیم کیا ہے، ہستی باری تعالیٰ، صفاتِ الٰہیہ اور حیاتِ اُخروی میں انسان کی حالت اور دیگر متعلقہ موضوعات پر الگ الگ ابواب ہیں۔ انہوں نے ان مشکل اور پیچیدہ مسائل کو ایسے آسان فہم، جامع اور فلسفیانہ انداز سے بیان کیا ہے جس کی تعریف کرنی پڑتی ہے۔ انسان کی رُوحانی حالتوں کے متعلق بیان مصنّف کے شایانِ شان ہے، اور بار بار مطالعہ کا مستحق ہے۔

یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ایسی تعلیم جس مذہب میں پائی جائے گی اسے قابلِ تعریف بنا دے گی۔ یہ کتاب ہر مسلمان طالب علم کے ہاتھ میں ہونی چاہیئے۔ اسی طرح وہ لوگ جو اسلام کے متعلق کچھ جاننا چاہتے ہیں یہ کتاب اُن کی لائبریری میں موجود ہونی چاہیئے۔

The Indian Spectator (October 28th, 1911):-

"Most books on Islam which come to hand have a large proportion of their space devoted to the refutation of misstatements of critics and to the endeavour to prove that the tenets of Islam are not inferior to those of other religions which on certain points claim a higher stand-point. The little book under notice *on the other hand, is simply* an

exposition of the teachings of The Koran;..... there is nothing disputatious and nothing which is not drawn direct from the Koran. The author, who wrote the book originally in Urdu, was the founder of the Ahmadiyya movement, which is entirely a propagandist movement for the dissemination of the uncorrupted doctrines of Islam; and he presents his tenets in a very attractive form, It is a very useful book both for the Faithful and for those who wish to get a fair idea of the intelligently orthodox among the followers of the Prophet."

ترجمہ: دی انڈین سپکٹیٹر ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۱۱ء

اسلام کے متعلق اکثر کتب جو سامنے آتی ہیں اُن کا اکثر حصہ اسلام پر اعتراضات کرنے والوں کے رد کے لئے وقف ہوتا ہے۔ اور ان کتب میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اسلام کے عقائد دوسرے مذاہب کے عقائد سے کم تر نہیں ہیں۔ بلکہ اسلام بعض باتوں میں دوسرے مذاہب پر برتری کا دعویٰ کرتا ہے۔ مگر اس کے برعکس یہ مختصر سی کتاب صرف قرآن کی تعلیمات کی توضیح و تشریح پر مبنی ہے۔ اس میں کوئی اختلافی امر زیر بحث نہیں لایا گیا ہے۔ نیز کوئی بھی ایسی بات بیان نہیں کی گئی ہے۔ جو براہ راست قرآن سے اخذ نہ کی گئی ہو۔ یہ کتاب اصل میں اردو میں لکھی گئی تھی اور اس کے مصنف احمدیہ تحریک کے بانی (حضرت) مرزا غلام احمد ہیں۔ احمدیہ تحریک کلیتہً ایک تبلیغی تحریک ہے جس کا مقصد اسلام کے صحیح اور اصل عقائد کی وسیع اشاعت ہے۔ مصنف اپنے اصول اور عقائد بہت ہی دلکش انداز میں پیش کرتے ہیں۔ ایک مسلمان کے لئے بھی اور اس شخص کے لئے بھی جو مسلمانوں میں سے معقول کٹر مذہبی لوگوں کے متعلق کچھ جاننا چاہتا ہے بہت مفید کتاب ہے۔

The Muslim Review, Allahabad (November and December, 1911):-

"The learned writer very wisely depends solely on the Quran for every assertion and argument, stating 'only that which is contained in it in plain words, or what may be reasonably inferred from its words.' The book admittedly does not pretend to be a comprehensive treatment of the Islamic doctrines, but within the narrow compass of the five subjects dealt with the reader will meet with many true, profound, original and inspiring ideas which should interest the Muslim and the non-Muslims

alike. A careful perusal of this little volume is well calculated to dissipate many of the misconceptions prevailing against Islam among a class of Christian Missionaries and writers to whom it is strongly commended."

ترجمہ: دی مسلم ریویو الہ آباد (نومبر، دسمبر ۱۹۱۱ء)

فاضل مصنّف بہت عمدگی سے اپنے ہر دعویٰ اور دلیل کی بنیاد صرف قرآن کریم پر رکھتے ہیں۔ یعنی صرف وہی بات بیان کرتے ہیں جو قرآن میں واضح طور پر موجود ہے۔ یا قرآنی الفاظ سے ایک معقول نتیجہ کے طور پر اخذ کی جاسکتی ہے۔ کتاب کو تمام اسلامی عقائد کا جامع بیان تو نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن پانچ سوالات کے محدود دائرہ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس میں ایک قاری کو بہت سے سچے، گہرے، بالکل نئے اور اصل اور بہت فکر انگیز نظریات ملیں گے جو ایک مسلمان اور غیر مسلمان دونوں کے لئے دلچسپی کا موجب ہونگے۔ اس مختصر سی تصنیف کا توجہ سے مطالعہ اسلام کے خلاف پھیلی ہوئی کئی غلط فہمیوں کے ازالہ کا موجب ہوگا۔ جو کہ عیسائی پادریوں کے ایک گروہ اور مصنفین میں پائی جاتی ہیں۔ ان لوگوں کے لئے اس کتاب کے مطالعہ کی پُر زور سفارش کی جاتی ہے۔

Milwaukee Journal, U. S. A. (March 18th, 1912):-

"It is hoped to help in the diffussion of the teaching of Islam in the West. The contents have been drawn entirely from the Holy Quran."

ترجمہ: ملواکی جرنل یو۔ایس۔اے ۱۸، مارچ ۱۹۲۰ء

امید کی جاتی ہے کہ مغرب میں اسلام کی تعلیمات کے نفوذ کے لئے یہ کتاب مددگار ثابت ہوگی۔ کتاب کے تمام مضامین مکمل طور پر قرآن کریم سے اخذ کئے گئے ہیں۔

The Bristol Times and Mirror:-

"Clearly it is no ordinary person who thus addresses himself to the West, and it may at once be admitted that the sonorous language of the Quran has been the means of conveying truth to a large number of the human race."

ترجمہ: برسٹل ٹائمز اینڈ مرر

جس انداز میں مصنف مغرب کو مخاطب ہوتا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ کوئی معمولی انسان نہیں ہے۔ (اور کتاب کے مطالعہ کے بعد) یہ حقیقت فی الفور تسلیم کی جا سکتی ہے۔ کہ قرآن کی انتہائی متاثر کن زبان نسلِ انسانی کے ایک بڑے حصہ تک صداقت کے ابلاغ کا ذریعہ رہی ہے۔

بقیہ: اسلامی اصول کی فلاسفی کے رُوحانی تاثرات

گورمکھی۔ سندھی اور برمی سمیت نَو زبانوں میں تراجم شائع کروائے گئے۔

.......حضرت سیٹھ صاحب نے جب اسلامی اصول کی فلاسفی میں یہ پڑھا کہ خدا اب بھی دعاؤں کو سنتا اور ان کا جواب دیتا ہے تو اس دعویٰ کو آزمانے کا فیصلہ کیا۔ اور اپنے والد کی حالت جاننے کے لئے دعا شروع کی۔ چند روز بعد آپ نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا۔ وہ خوش تھے اور ان کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی تھی۔ جس کے دو نگینے چمک رہے تھے۔ اور دو سیاہ تھے۔ اس کی تعبیر یوں ظاہر ہوئی کہ ان کے دو بیٹوں نے قبول احمدیت کی سعادت پائی اور دو محروم رہے۔

اسلامی اصول کی فلاسفی سے متاثر ہو کر حضرت سیٹھ صاحب نے قرآن کریم کا مطالعہ شروع کیا۔ قرآن کریم کے کمالات جب آپ پر ظاہر ہونا شروع ہوئے تو آپ نے ایک اور کتاب شائع کر کے مفت تقسیم کرنے کا اہتمام کیا۔ جس میں مختلف موضوعات پر آیات کو یکجا کر کے پیش کیا۔"

(الفضل انٹرنیشنل ۲۵۔ اکتوبر تا ۳۰۔ اکتوبر ۱۹۹۶ء صفحہ ۱۴)

استقامت

سیّدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"یہ بات سچ ہے کہ استقامت فوق الکرامت ہے۔ کمالِ استقامت یہ ہے کہ چاروں طرف بلاؤں کو محیط دیکھیں اور خدا کی راہ میں جان اور عزت اور آبرو کو معرضِ خطر میں پاویں..... اس وقت نامردی نہ دکھلاویں اور بزدلوں کی طرح پیچھے نہ ہٹیں اور وفاداری کی صف میں کوئی خلل پیدا نہ کریں۔ صدق اور ثبات میں کوئی رخنہ نہ ڈالیں۔ ذلّت پر خوش ہو جائیں موت پر راضی ہو جائیں..... ہر چہ بادا باد کہہ کر گردن کو آگے رکھ دیں... جب تک آزمائش کا حق پورا ہو جائے یہی استقامت ہے جس سے خدا ملتا ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس کی رسولوں اور نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کی خاک سے اب تک خوشبو آ رہی ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۴۲۰)

نتیجہ امتحان وظائف اطفال

مجلس انصاراللہ پاکستان کی طرف سے دو سالانہ تعلیمی وظائف اطفال الاحمدیہ کیلئے مختص کئے گئے ہیں۔ چنانچہ قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ کی طرف سے ۳۰۔ اگست ۱۹۹۶ء کو ایوانِ محمود ربوہ میں ملک کے مختلف اضلاع سے آئے ہوئے نمائندگان اطفال کا امتحان لیا گیا۔ دینی معلومات کے تحریری امتحان اور زبانی انٹرویو کے نتیجہ میں سال ۹۷-۱۹۹۶ء کیلئے درج ذیل دو ہونہار اطفال کا انتخاب کیا گیا ہے۔

اوّل: مکرم بلال احمد صاحب ابن مکرم مظفر احمد صاحب　　　دارالرحمت شرقی الف ربوہ

دوم: مکرم عمران قمر صاحب ابن مکرم مقبول احمد صاحب　　　سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ

اوّل و دوم رہنے والے ان دونوں اطفال کے لئے محترم صدر صاحب مجلس انصاراللہ نے بالترتیب ۱۲۰۰/- روپے اور ۶۰۰/- روپے کی انعامی رقوم بطور سالانہ تعلیمی وظیفہ منظور فرمائی ہیں۔ جن کی ادائیگی انہیں متعلقہ زعماء انصاراللہ کے ذریعے جلد کر دی جائے گی۔ انشاءاللہ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان دونوں ہونہار بچوں کے لئے یہ اعزاز اور انعام بہت مبارک کرے اور اسے آئندہ مزید شاندار کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔

(قائد تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان)

عاشق جو ہیں وہ یار کو مَر مَر کے پاتے ہیں
جب مَر گئے تو اُس کی طرف کھینچے جاتے ہیں
زندہ وہی ہیں جو کہ خدا کے قریب ہیں
مقبول بن کے اُس کے عزیز و حبیب ہیں
وہ دُور ہیں خدا سے جو تقویٰ سے دُور ہیں
ہر دم اسیر نخوت و کبر و غرور ہیں

(کلام حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

اسلامی اصول کی فلاسفی کے تراجم

مرتبہ: مغفور احمد منیب

جلسہ اعظم مذاہب لاہور ۱۸۹۶ء میں جب حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ..... کا مضمون "اسلامی اصول کی فلاسفی" پڑھا گیا۔ تو ہر طبقہ اس لیکچر کی تعریف و توصیف میں رطب اللّسان تھا۔ یہاں تک کہ اخبار آبزرور نے اس کے ترجمہ کی تجویز دی حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ..... اس بارہ میں اپنی کتاب انجام آتھم میں فرماتے ہیں:۔

"سول اینڈ ملٹری گزٹ اور آبزرور نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ یہی مضمون تمام مضامین پر غالب رہا اور ان اخباروں نے اس اعجازی قوت کو اس حد تک مان لیا ہے کہ گویا اس تقریر نے تمام حاضرین پر مسمریزم کا عمل کر دیا ہے اور تمام طبیعتیں اس کی طرف کھینچی گئی ہیں۔

اور آبزرور میں یہ بھی لکھا ہے کہ مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس مضمون کا انگریزی ترجمہ کر کے یورپ اور امریکہ میں پھیلائیں۔ تا انہیں حقیقی اسلام کی خبر ہو۔ اور بیدار مغز لوگوں نے اس مضمون کو صرف عالی درجہ کا مضمون نہیں سمجھا بلکہ اس کے اعجاز کے قائل ہو گئے۔" (روحانی خزائن جلد ۱۱ ص ۳۳۹)

اس عظیم الشان مضمون کی اشاعت بڑی کثرت سے ہوئی۔ خصوصاً اردو زبان میں اس کے کئی ایڈیشن طبع ہوئے۔ تاہم انگریزی زبان میں ترجمہ پہلی بار ۱۹۰۹ء میں شائع ہوا۔ جس سے انگریزی دان طبقہ اس کتاب سے روشناس ہوا۔ اس کے بعد انگریزی ترجمہ کے نظر ثانی شدہ ایڈیشن بھی شائع ہوئے۔

اس وقت جبکہ اس عظیم الشان لیکچر کو ایک سو سال پورے ہو رہے ہیں جماعت احمدیہ عالمگیر کو دنیا کی اکثر بڑی بڑی زبانوں میں ترجمہ شائع کرنے کی توفیق حاصل ہوئی ہے۔ چنانچہ اس وقت ۷۰ زبانوں میں ترجمہ کا کام ہوا ہے۔ ۲۶ زبانوں میں ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ ۳۱ زبانوں میں تراجم تیار ہیں اور ۱۳ زبانوں میں ترجمہ ہو رہا ہے۔ یہ تراجم یقیناً احباب جماعت احمدیہ کے لئے ازدیادِ علم و عرفان اور علمی دنیا کے لئے جاذبیت اور کشش کا موجب ہیں۔ اگلے صفحات میں بعض تراجم کے عکس دیئے جا رہے ہیں۔ اور جن زبانوں میں تراجم کا کام ہوا ہے ان کی فہرست بھی دی جا رہی ہے۔

انگریزی

THE PHILOSOPHY OF THE TEACHINGS OF ISLAM

Three Methods of Reform: The Advent of the Holy Prophet at the time of the greatest need

As I have stated, there are three springs from which human states flow, namely, the self that incites to evil, the self that reproves and the soul at rest. There are also three methods of reform. The first is that senseless savages should be taught the elementary social values pertaining to eating, drinking, marriage etc. They should not go about naked nor eat carrion, like dogs, nor practise any other type of wildness. This is an elementary stage of the reform of natural conditions of the type that would have to be adopted, for instance, if it is desired to teach a savage from Port Blair, the elementary ways of human behaviour.

The second method of reform is that when a person has adopted elementary human ways, he may be taught the higher moral qualities and should be instructed to employ his faculties in their proper places and on their proper occasions.

The third method of reform is that those who have acquired high moral qualities should be given a taste of the draught of the love of and union with God.

Our lord and master, the Holy Prophet, peace and blessings of Allah be upon him, was raised at a time when the world had been thoroughly corrupted. As God Almighty has said:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ - (الروم: ۴۲)

Corruption has spread over land and sea (30:42).

رشین

ТРИ ТИПА РЕФОРМИРОВАНИЯ: ПРИШЕСТВИЕ СВЯТОГО ПРОРОКА ВО ВРЕМЯ ВЕЛИЧАЙШЕЙ В ТОМ НЕОБХОДИМОСТИ

Как я уже утверждал ранее, таковы три источника, из которых проистекают человеческие состояния, именно, - самость, подвигающая ко злу, самость самоосуждающая и самость, обретшая мир. Существуют также три типа реформирования человека.

Первый состоит в том, что бессмысленная дикость должна быть научена простейшим общественным ценностям - умению есть, пить, вступать в брак и т.д. Люди не должны ходить голыми или есть падаль, подобно собакам, ниже проявлять другие виды дикости. Это элементарная ступень реформирования естественных состояний, которую нужно принять за основу, если, к примеру, вы пожелаете обучить дикаря из Порт Блера простейшим навыкам цивилизованного поведения.

Вторым типом реформирования, когда человек уже обладает простейшими познаниями путей человечности, является научение его более высоким нравственным категориям, то есть, приучение его к использованию его способностей в приличествующем случае и в соответствующем месте.

Третьим типом реформирования является то, что людям, уже обретшим высокие нравственные качества, должен быть привит вкус любви и причастия к Богу, терзающий их жаждой пр отсутствии этой любви и этого причастия.

Наш повелитель и учитель, Святой Пророк, да пребывают с ним мир и благословения Аллаха, был восставлен в то время, когда мир был уже испорчен донельзя. Как сказал Всемогущий Господь:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم: ۴۲)

Растление появилось на суше и на море, из-за того, что

جرمن

Drei Stufen der Besserung

Die Ankunft des Heiligen Propheten in einer Zeit der äussersten Not

Zum eigentlichen Thema zurückkommend: wie ich schon ausgeführt habe, entstammt die dreifache Natur des Menschen drei Quellen, nämlich *Nafs-e-ammara, Nafs-e-lawwama* und *Nafs-e-mutmainna*, d.h. die ungehorsame Seele, die sich-tadelnde Seele und die beruhigte Seele. Demzufolge gibt es, den drei Quellen entsprechend, drei Stufen der Besserung.

Auf der ersten Stufe handelt es sich um die unwissenden Wilden, denen man die elementaren sozialen Werte in bezug auf Essen, Trinken, Heiraten usw. beibringt und sie dadurch zu der Stufe der zivilisierten Menschen emporhebt. Der erste Schritt umfasst daher ihre primäre Erziehung – sie daran zu gewöhnen, dass sie weder nackt umhergehen, noch, wie Hunde, Leichen essen, noch sich andere Zügellosigkeiten zuschulden kommen lassen. Dies ist die niedrigste Stufe der Besserung des wilden Zustandes des Menschen. Wenn wir solche Menschen zu humanisieren versuchen, auf die noch kein Strahl der Zivilisation gefallen ist, wie etwa die Wilden von Port Blair, müssen wir sie vor allem auf diese Stufe bringen und ihnen dann die elementarmoralischen Eigenschaften beibringen.

Die zweite Stufe der Besserung verwirklicht sich darin, dass wir den Wilden, nachdem er den elementaren Anstand betreffs des Gesellschaftslebens erlernt hat, die hohen und trefflichen moralischen Eigenschaften des Menschen lehren, sowie den richtigen Gebrauch seiner eigenen Fähigkeiten und alles dessen, was darunter noch verborgen liegt.

چینی

改善的三种方法和穆圣在人类急需改善时代的降生

话又回到本题来。如我刚才说过，人类的状态，有三个源头：引动罪恶的心灵，自责的心灵，和安静的心灵，所以人类的改善，也有三种方法。第一个方法的对象是使那些浑浑噩噩的野蛮人进入初级的道德状态，教他们履行饮食，婚姻等人类社会生活的规律，教他们不要裸着身体在各处奔跑，或像狗一样吞噬尸骸，或显出其他野蛮行为。这是改善人的自然状态的初步。想感化那些从未看见过文化荣光的人，最初的步骤是，要把他们提高到开化境域，教他们知道做人的根本要素，使他们习於浅显的道德礼仪。野蛮人既学上了人类外表的礼仪，他们就很容易地受第二种改善。这时候，就教他们高尚的道德，因时因地制宜地运用其一切天赋本能。那些曾经习上了高尚的道德的，就要受第三种改善。他们要尝尝真主的爱和会见的滋味。这三种改善都是尊贵的《古兰经》所训示的。

我们的至圣先知，（求真主赐给他平安与幸福）降生於整个世界每一方面，都陷於败坏灭亡的时候。关於这一点，尊贵的《古兰经》说：ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ 陆地与海洋都已沦陷。

جاپانی

改善の三つの形：もっとも必要な時に聖なる予言者が降臨すること

すでに述べたように、人間の諸状態の流れ出る三つの泉がある。悪へ駆り立てる自己と責める自己と安らかな魂である。また改善にも三つの方法がある。第一のものはおろかな野蛮人が飲食や結婚の基本的な社会的価値を学ぶことである。彼らは裸で出歩いてはならないし、犬のように腐ったものを食べてはならないし、その他のどのような種類の野蛮な行動もしてはならない。これがたとえばポートブレアの野蛮人を教えようとするときに採らなければならない自然的状態の改善の基礎段階であり、人間の基本的なふるまいかたである。

改善の第二の方法は、人が基本的なふるまいを身につけたときに、より高い徳性を学び自分の力を正しい時と場所で使うことを教わることである。

改善の第三の方法は高い徳性を獲得した者が、神の愛との一致の体験の味を知ることである。

یوروبا

Gẹgẹ bi mo ti se alaye, orisun mẹta ni ẹda enia ti nsan, awọn ni ara ti nda'ri ẹmi si ibi, ẹmi ti nba ara rẹ wi ati ẹmi ti nbẹ ninu isimi. Ọna atunṣe mẹta tun nbẹ pelu. Ekini ni ki a kọ awọn alaimọkan awọn iwa bi a se njeun bi a ṣe nmu mi, igbeyawo ati bẹbẹ lọ. Ki nwọn maṣe ma rin kiri ni ihoho bakanna ni nwọn ko gbọdọ ma ma jẹ oku ẹran ngọọ bi aja, bakanna ni wọn ko gbọdọ ma hu'wa bi ẹhanna mọ. Eleyi ni atunṣe kekere ti ẹda ti a ni lati ṣe bi ao ba kọ ẹhanna kun lati Port Blair, ipa lo ṣe iwa enia.

Ọna atunṣe keji ni pe nigbati enia ba ti mọ ipilẹṣẹ ihuwasi a tun lo kọ ọ ni awọn iwa ti nwọn ga ju eyi lọ a si gbọdọ kọ ọ gẹgẹ bi yio ṣọ maa lo awọn ọgbọn na ni aaye wọn ati ni asiko wọn.

Ọna atunṣe Kẹta ni lati fun awọn ti nwọn ti ni iwa ọmọluwabi ni apere ife ati idapọ pelu Ọlọrun.

Oluwa ati Ọga wa, Ojiṣẹ Nla, alafia ati ibukun Allah ki o ma ba a ni a gbe dide nigbati aiye ti bajẹ patapata. Gẹgẹ bi Ọlọrun Alagbara ṣe wi.

البانین

TRI METODAT E REFORMËS DHE ARDHJA E PROFETIT TË SHENJTE NË KOHËN MË TË NEVOJSHME

Pak më parë përmenda se tri janë ato burime nga të cilat rrjedhin gjendjet njerëzore. Siç thamë këto burime janë: Nefsi Ammarrah, Nefsi Lavama dhe Nefsi Mutmain. Poashtu edhe metodat e reformës janë tri. Metoda e parë është që të mesohen të egerit me moralin elementar me-qëllim që në të ngrënit, në të pirit, në të martuarit dhe në sjelljet tjera shoqerore të adaptojnë rrugën e njerëzimit. Të mos ecin lakuriq e të mos hanë ngordhësira siç hanë qenët dhe të mos shprehin imoralitet e pacivilizim. Kjo është reforma elementare prej të gjitha reformave të gjendjeve natyrore. Kjo do të thotë se nëse ne duhet të mësojmë një njeri prej njerëzve të egër të Port Blerit sjelljet njerëzore, atëherë se pari do t'i moësojme sjelljet më elementar njerëzore. Metoda tjetër e reformës është se kur një person i përvetëson ato sjelljet, atëherë duhet t'i mësojmë morale të larta dhe ai duhet të udhezohet, që të gjitha aftësitë e veta t'i përdorë në vendin e në momentin e duhur. Metoda e tretë e reformës është ajo metodë që ata, të cilët u mishëruan me morale të larta, duhet ta shijojnë sherbetin (ëmbëlsinë) e dashurisë dhe të lidhshmërisë së Zotit.

Nga ana tjetër, Profeti ynë Hazrat Mohamed s.a.s. erdhi në atë kohë, kur bota nga të gjitha aspektet ishte e kredhur në korrupcion, siç thoi Zoti në Kuran:

سپینش

tes de la sociedad, se halla preparado para el segundo estadio de reforma. Enséñansele ahora las altas y excelentes cualidades morales del acervo de la Humanidad, así como el uso debido de sus propias facultades y de cuanto en ellas se oculte. Los que han adquirido costumbres excelentes están ya dispuestos para el tercer estadio, y, luego de haber alcanzado la perfección moral, valen para probar la unión y el amor de Dios. Estos son los tres estadios descritos por el Santo Corán como necesarios para todo viajero que vaya por el camino de Dios.

اسلامی اصُول کی فلاسفی کے تراجم

(مرسلہ وکالت تبشیر۔لندن)

درج ذیل زبانوں میں ترجمہ مکمل ہو چکا ہے اور طبع ہو چکا ہے۔

البانین	انگریزی	انڈونیشین	سواحیلی
عربی	فرانسیسی	اٹالین	سپینش
بنگلہ	جرمن	جاپانی	سنہالی
بلغارین	یونانی	ملایالم	ترکی
برمی	گورمکھی	نارویجین	یوروبا
چینی	ہاؤسا	پرتگالی	
ڈینش	ہندی	رشین	

درج ذیل زبانوں میں ترجمہ مکمل ہو چکا ہے اور عنقریب طبع ہونے والا ہے۔

امہرک	فیجین	مادِنکا	سندھی
اشانٹی	گجراتی	مانی پوری	سویڈش
بلوچی	کناری	مراٹھی	تامل
لسّا	کیکامبا	نیپالی	تیلوگو
بیمبا	کورین	پشتو	وآئتے
زک	پیلّے	پولش	وولف
ڈچ	لیتھوانین	پنجابی	ایدیش
اسپرانٹو	لوگنڈا	رومانین	

درج ذیل زبانوں میں تراجم ہو رہے ہیں۔

افریکان	ملاگاسی	سرائیکی	بوسنین
فانٹی	اڑیہ	تھائی	کیریباتی
عبرانی	فارسی	یاؤ	
کیکویو	ساموان		

اسلامی اصول کی فلاسفی کے فرانسیسی ترجمہ کا ایک ورق

Pour nous en revenir, je vous disais que les trois états de l'homme découlent chacune d'une source, à savoir le **Nafc-i-Ammàra,** le **Nafc-i-Lawwàma** et le **Nafc-i-Moutmaïnna,** et que le progrès de l'homme passe par trois étapes. La première consiste à inculquer à l'être primitif les notions élémentaires de la vie morale, à savoir la façon convenable de manger, de boire, de se marier etc,. de ne pas exposer ses nudités, de ne pas manger de la charogne comme les chiens, et de ne pas agir sans discernement. Ce sont là des méthodes de réforme les plus rudimentaires pour les conditions naturelles ; c'est initier les premières notions de la vie sociale à quelqu'un qui serait dans la même condition qu'un primitif de Port Blair.

La deuxième étape commence lorsque le sujet a assimilé les premières notions du savoir vivre ; on lui inculque ensuite des notions plus élevées et à se servir judicieusement de ses facultés.

La troisième commence lorsqu'il a atteint un haut degré de moralité. Alors on lui enseigne à pratiquer avec amour et plaisir ces qualités qui sont autrement arides.

Voilà les trois étapes de réforme dont le Saint Quor'an a fait état.

Notre Maître et Guide, le Saint Prophète de l'Islam, que la paix et les bénédictions de Dieu soient sur lui, apparut à une époque où le monde était corrompu à tous les égards. Dieu Tout-Puissant y fait allusion dans le verset suivant :

La corruption est apparue sur terre et sur mer. (30 : 42).